بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامۂ اُردو

# ریویو آف ریلیجنز (قادیان)

یعنی

## دُنیا کے مذاہب پر نظر

مُدیر

علی محمد اجمیری

Digitized by Khilafat Library

بابت ماہ شعبان ۱۳۵۹ھ مطابق یکم اکتوبر ۱۹۴۰ء

ماہِ اخاء ۱۳۱۹ہش

جلد ۳۹ عدد ۱۰

Digitized by Khilafat Library

# مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اردو) سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنہ ۱۹۰۲ء میں حسب ذیل مقاصد کے پیشِ نظر جاری فرمایا تھا:۔

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت ظاہر کرنا۔

مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب دینا۔

صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت و تعلیم دینا۔

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے۔ اگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے، تو بروقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائیگا۔

رسالہ کی سالانہ قیمت اندرونِ ہند تین روپے، اور بیرونِ ہند چار روپے ہے۔ طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعایتی قیمت اڑھائی روپے لی جاتی ہے۔

خریداران کو دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے، ورنہ عدم تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمہ داری دفتر پر نہ ہوگی۔

ترسیل زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہونی چاہیئے۔

یہ رسالہ جماعت احمدیہ کا ایک ہی قومی اردو ماہنامہ ہے، بوجہ علمی مجلہ ہونیکے اس کے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں، اور ایک وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گذرتا ہے۔ اس لئے اس میں اشتہار دینا مفید ہے۔ نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے:۔

| تعداد | ایک ماہ | تین ماہ | چھ ماہ | ایک سال |
|---|---|---|---|---|
| ایک صفحہ | پانچ روپے | تیرہ روپے | چوبیس روپے | پینتالیس روپے |
| نصف صفحہ | تین روپے | آٹھ روپے | چودہ روپے | پچیس روپے |
| ربع صفحہ | دو روپے | پانچ روپے | نو روپے | پندرہ روپے |

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ

ماہنامہ

# ریویو آف ریلیجنز (اُردو)

(یعنی)

## دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہلِ مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد ۳۹ | ۲۸ شعبان سنہ ۱۳۵۹ھ مطابق یکم اکتوبر سنہ ۱۹۴۰ء | نمبر ۱۰

Digitized by Khilafat Library

## فہرست مضامین


| مضمون | صفحہ | مصنف |
| --- | --- | --- |
| اداریہ | صہ ۲ | ایڈیٹر |
| اسلام میں عورت کے حقوق | صہ ۸ | جناب مولوی محمد دین صاحب سابق مبلّغ امریکہ |
| حضرت مسیح موعودؑ کا حقیقی مقام | صہ ۲۰ | جناب پیر اکبر علی صاحب وکیل فیروز پور۔ |
| حضرت مسیح موعودؑ کو ماننا کیوں ضروری ہے؟ | صہ ۲۸ | جناب پیر صلاح الدین صاحب پلیڈر فیروزپور |

# اداریہ:-

خدا نے ہر مرض کی دوا پیدا کی ہے، مگر اس مریض کا کیا علاج، جو طبیب کے کہے کو ہذیان سمجھے، اور دوا و پرہیز سے جی چرائے۔

وباء زوروں پر تھی، اور مخلوقِ خدا تباہ ہوتی چلی جارہی تھی۔ ڈاکٹر آیا۔ اور اس نے دوا و تدبیر بتائی۔ جنہوں نے اس کی ہدایات پر عمل کیا، وہ بچ گئے۔ اور جو تمسخر اور استہزاء کرتے تھے، یا لاپرواہی سے کان بند کئے بیٹھے تھے، وباء کا شکار ہوگئے۔ اس پر ایک نادان چلّا اٹھا، ڈاکٹر غلطی پر تھا۔

Digitized by Khilafat Library

مالی نے ایک باغ کی بنیاد رکھی، اور کہا کہ اس میں سایہ دار درخت ہونگے، جن پر پرندے آکر بسیرا کرینگے، اور وہ خوش آئند نغموں سے باغ کی فضاء کو معمور کردینگے۔ پھولدار پودے ہونگے، جو اپنی خوشبو سے ایک عالم کو معطّر کردینگے۔ پھلدار درخت ہونگے، جو پھل لائینگے، اور ایک دنیا ان شیریں پھلوں سے متمتع ہوگی۔ ایک بے صبر نادان چلّا اٹھا، "مالی ناکام رہا، مجھے تو نہ سایہ دار درخت نظر آتے ہیں، نہ پھل اور پھول"۔ کوتاہ بین انسان! دیکھ وہ کونپلیں نکل رہی ہیں، اور شگوفے پھوٹ رہے ہیں۔ ٹھہر کہ عنقریب یہاں تناور درخت، خوش رنگ پھول اور شیریں پھل اپنے وقت پر ظاہر ہونگے۔

کسی نادان نے شاہیں بچہ دیکھا، جس کے ابھی نہ بال آئے تھے نہ پر۔ ایک احمق لگا حماقت سے تمسخر اڑانے اور یہ کہنے کہ "کیا یہ آسمان کی وسعتوں میں پرواز کرے گا، اور

اس کی نظریں دُور دُور تک شکار کو تاکیں گی؟" کم نظر! ذرا صبر کر، اس کے بال و پر آنے دے، اور پھر اس کی شاہی پرواز دیکھنا، اور جھپٹنا اور جھپٹ کر بلندیوں پر چڑھنا۔

---

ایک بادشاہ نے پُرامن بادشاہت کی بنیاد ڈالی، طاغوتی لشکر بغاوت پر آمادہ ہوئے۔ خدائی عذاب آیا، اور وہ باغی عساکر لگے آپس میں لڑنے، اور لڑ لڑ کر اپنے آپ کو تباہ کر دیا، اور اس طرح پُرامن بادشاہت کے لئے میدان صاف ہو گیا۔ ایک بیوقوف چلّا اُٹھا، "بادشاہ ناکام رہا، بڑی لڑائی ہوئی اور قتل و خونریزی" کم عقل! باغیوں کی یہی سزا تھی، دیکھ! پُرامن حکومت کے لئے میدان صاف ہو گیا۔

Digitized by Khilafat Library

---

ایک جرنیل نے ایک فوج ترتیب دی، اور چھاؤنیاں بنائیں اور قلعے تعمیر کئے۔ جنگلات صاف کئے گئے، اور ان کی مفید لکڑیاں عمدہ سامان تیار کرنے میں کام آئیں، اور باقی جلانے کے کام، سردی سے ٹھٹھرے ہوئے سپاہیوں کو تپش ملی، اور کچھ رسد پک پکا کر تیار ہو گئی۔ میدان صاف کئے گئے اور جو پہاڑ راستہ میں روک تھے، اڑا دیئے گئے، جو کام کے تھے، رہنے دیئے گئے۔ غنیم سے بچنے کے لئے پناہ گاہیں بنائی گئیں، اور خندقیں کھودی گئیں۔ سپاہیوں کے ہاتھوں میں ہتھیار دیئے گئے، اور انہیں بچاؤ کے طریقے سکھائے گئے۔ حملہ کی سکیم سوچی گئی، اور اس کے لئے سپاہیوں کو تربیت دی گئی۔ ایک بے عقل اُٹھا، اور کہنے لگا "جنگل کیوں کاٹا گیا، اور پہاڑیاں کیوں اڑائی گئیں، اور ان قلعوں اور ہتھیاروں کی کیا ضرورت؟ نہ میں پناہ گاہ میں آؤنگا۔ نہ ہتھیار لیکر لڑونگا۔ نہ مجھے فوجی تربیت کی ضرورت ہے، اور نہ تمہارے حکم کی تعمیل مجھ پر لازمی اور فرض ہے" دشمن آیا، اور اس نادان کا خاتمہ کر گیا۔ لیکن تربیت یافتہ فوج لڑی، اور اس نے دشمن کا صفایا کر دیا۔

دُنیا بیمار تھی، اور اس کی رُوح کو گھُن لگ چکا تھا، جو اُسے کھائے جا رہا تھا۔ ایک روحانی طبیب آیا جس نے ایک ہسپتال کی بنیاد رکھی۔ جو اس کے پاس آئے شفایاب ہو گئے۔ لیکن جو نادان اس پر ایمان نہ لائے، اور علاج نہ کیا، بلکہ ہسپتال کا راستہ روک کر کھڑے ہو گئے، ہلاکت نے ان کو اپنی آغوش میں لے لیا، اور وہ روحانی لحاظ سے مُردہ ہو گئے۔

---

خدا کا ایک جرنیل دُنیا کو فتح کرنے نکلا۔ کچھ آدمی اس کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے۔ انکی تربیت کی گئی، اور انہیں ہتھیاروں سے مسلح کیا گیا، وہ جہاں گئے، دشمن کو پسپا کر دیا۔ خدا ان کی نصرت کو اُترا، اور اپنے "زور آور حملوں" سے اپنے نذیر کی صداقت کو ظاہر کر دیا۔ یاجوج و ماجوج، دجّال اور دابّۃ الارض کو دنیاوی سامانوں، طاقت و اقتدار اور اپنی اکثریت و قدامت پر ناز تھا۔ خدا کا غضب بھڑک اٹھا، اور انہیں جلا کر خاکستر بنا دیا، اے کوتاہ بین! اعتراض میں جلدی نہ کر، ذرا صبر کر اور ٹھہر، کہ اس خاکستر سے ایک نیا عالم تعمیر ہونے کو ہے۔

Digitized by Khilafat Library

---

"اہلحدیث" ۹۔ اگست ۱۹۴۰ء میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے ہمارے رسالہ بابت ماہ جولائی میں شایع شدہ ایک مضمون پر جس کا عنوان "مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد" تھا، اعتراض کیا ہے۔ انہیں اعتراف ہے، کہ مسیح موعودؑ کی بعثت کی غرض و غایت وہی ہے، جو بیان کی گئی ہے، مگر وہ پوری نہیں ہوئی۔ وہ لکھتے ہیں، مسیح موعود کی بعثت کی غرض تھی، خدا پر یقین پیدا کرنا، اور دُنیا میں صلح و امن اور خدائی بادشاہت کا قیام۔ مگر مرزا صاحب کے آنے سے نہ خدا پر یقین رکھنے والوں کی اکثریت ہوئی، نہ خدا کی بادشاہت قائم ہوئی، اور نہ دُنیا میں امن و امان ہوا، بلکہ فسادات بدستور ہیں۔

---

مگر مولوی صاحب کو یہ یاد نہیں رہا، کہ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام بشیر تھے، وہاں وہ نذیر بھی تھے۔ ضرور تھا، کہ یاجوج و ماجوج اور دیگر طاغوتی طاقتیں متلاطم سمندر کی موجوں کی طرح ایک دوسری سے ٹکرائیں، اور اپنے آپ کو تباہ کرلیں۔ یہ سب کچھ تو خدائی نوشتوں کے ماتحت اور بطلِ اسلام کی پیشگوئیوں کے عین مطابق ہو رہا ہے۔ پس یہ تو صداقت کی دلیل ہے، نہ کہ کذب کی۔ مگر شاید مولوی صاحب کو ایک ہندو عورت کی تریاہٹ والی داستان یاد نہیں رہی، جو خاوند کی ہر بات کے خلاف عمل کرتی تھی، اور گنگا کی آغوش میں جا سوئی۔ کاش! مولوی صاحب اپنے علم سے کام لیتے، اور ایسا عامیانہ اعتراض نہ کرتے۔

Digitized by Khilafat Library

زمین پر خدائی ہل چل رہا ہے۔ اس کا سینہ چیرا جائیگا، اور بوسیدہ جڑیں اکھاڑ کر پھینک دی جائیں گی۔ پہاڑ اڑائے جائیں گے۔ اور جنگلوں سے دھوآں اٹھتا دکھائی دیگا۔ ردّی مادوں سے کھاد تیار ہو گی، اور روحانی کھیتی کی آسمانی پانی سے آبپاشی کی جائے گی، اور پھر اس ویران دُنیا میں لہلہاتے کھیت ہونگے اور سرسبز باغات۔ مگر آنکھ کے اندھے کیا جانیں، کہ الٰہی مصلحتیں کیسے اپنا کام کرتی ہیں۔

کاش! مولوی صاحب یہ اعتراض کرنے سے قبل سلسلۂ انبیاء پر ایک نگاہ ڈالتے، تو انہیں معلوم ہو جاتا، کہ الٰہی فرستادوں کا یہ گروہ رُوحانیّت کا محض ایک بیج بونے آتا ہے، جو اپنے وقت پر بڑھتا، پھلتا اور پھولتا ہے، دیکھنے کے قابل یہ چیز ہوتی ہے، کہ آیا اس بیج میں بڑھنے، پھلنے اور پھولنے کی صلاحیت ہے یا نہیں؟ اگر اس میں یہ صلاحیت صاف نظر آ رہی ہو تو پھر اس پر یہ اعتراض کرنا کہ یہ ہمارے دیکھتے دیکھتے فوراً بڑھ کر پھلتا اور پھولتا کیوں نہیں، سراسر حماقت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے خدا تعالےٰ کی ذات پر ایمان اور یقین پیدا کرنے کے لئے جو دلائل و براہین اور زندہ نشانات دکھائے ہیں، وہ یقیناً اپنے اندر خدا کی ذات پر ایمان اور یقین پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، اور اس کا ثبوت جماعت احمدیہ کا وجود ہے۔ اسی طرح آپ نے اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں دنیا میں قیامِ امن و امان کے جو اصول بیان فرمائے ہیں، وہ اپنے اندر یقیناً یہ صلاحیت رکھتے ہیں، کہ اگر دُنیا ان پر عمل پیرا ہو، تو وہ حقیقی آرام اور چین کی زندگی بسر کرے ـــ روحانی لحاظ سے بھی اور دنیادی وجسمانی لحاظ سے بھی، اور ہمیں یقین ہے، کہ بالآخر دُنیا انہیں اصول کی طرف آنے پر مجبور ہو گی۔ موجودہ بدامنی اور فساد تو محض اسی وجہ سے ہے، کہ دُنیا ان اصول پر عمل نہیں کر رہی۔ اور یہ چیز حضرت مسیح موعودؑ کے پیش کردہ اصول کی صداقت کا ثبوت ہے، نہ آپ کے کذب کی۔

Digitized by Khilafat Library

مولوی صاحب نے ہسپتال کی مثال پیش کی ہے، آپ لکھتے ہیں:۔

"حکومت نے کسی بستی میں ایک بڑا ہسپتال بنایا، وجہ یہ بتائی، کہ یہاں بیماری بکثرت موجود ہے۔ ہسپتال کا مقصد بیماروں کا علاج کرنا ہے، جس کا نتیجہ صحت و تندرستی کی شکل میں ظاہر ہوگا۔ مگر چند روز کے بعد حکومت خود ہی اعلان کر دے۔ کہ جس وقت ہسپتال بنا تھا، اس وقت جتنی بیماری تھی، آج اُس سے دوگنی بلکہ چوگنی ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہی ہے کہ ہسپتال کا مقصد حاصل نہیں ہوا۔"

گو یہ مثال تمام پہلوؤں سے حضرت مسیح موعودؑ پر صادق نہیں آتی، مگر ہم اسی کو لیکر عرض کرتے ہیں، کہ اگر ہسپتال میں آنے کے باوجود علاقہ میں مرض بڑھتا جائے، تب تو بے شک ہسپتال اور اس کے بنانے والوں کو ناکام کہہ سکیں گے، لیکن اگر لوگ

ہسپتال میں داخل ہی نہ ہوں، بلکہ دوسروں کو بھی آنے سے روکیں، اور مرض پھیلتا چلا جائے، تو کوئی انصاف پسند بتائے، کہ کیا اس صورت میں بھی ہسپتال اور اس کے بنانے والوں کو ناکام کہا جائیگا؟ ہر عقلمند یہی کہیگا، کہ اس آخری صورت میں ہسپتال اور اس کے بنانے والوں کا کوئی قصور نہیں، بلکہ یہ علاقہ کے لوگوں کی بدبختی ہے، کہ وہ اس سے فائدہ نہیں اُٹھا رہے۔ اور اس وجہ سے نقصان برداشت کر رہے ہیں۔ اور اگر کچھ لوگ اس ہسپتال میں داخل ہو کر شفایاب بھی ہو جائیں، اور وہ دُوسروں کی نسبت مرض سے محفوظ رہیں، تو یہ حالت تو قطعی ثبوت اس بات کا ہوگا، کہ ہسپتال اور اس کے قائم کرنے والے یقیناً کامیاب ہیں، اور ان لوگوں کی کم نصیبی میں کوئی شبہ نہیں، جو ہسپتال سے دور بھاگتے ہیں، اور ڈاکٹر کے کہے کو ہذیان قرار دیتے ہیں۔

اگر استدلال کا یہی طریق درست ہے جو مولوی صاحب نے پیش کیا ہے، تو ہم آپ سے یہ دریافت کرتے ہیں، کہ قرآنِ مجید میں اللہ تعالےٰ نے جنّ و انس کی پیدائش کی کیا غرض بتائی ہے، اور نبیوں کی بعثت کا کیا مقصد قرار دیا ہے۔ اور آیا وہ غرض و غایت اور مقصد پورا ہو گیا ہے؟ کیا دنیا میں اکثر لوگ خدا سے غافل اور دور نہیں ہیں، حتیٰ کہ خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت اور اس کے بعد بھی آجتک یہی حال ہے۔ اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے، وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۝ پھر کیا کسی دہریہ کا یہ اعتراض درست ہوگا، کہ خدا دُنیا کی پیدائش کے مقصد میں ناکام رہا ہے، اور انبیاء کی بعثت کی غرض و غایت بھی پوری نہیں ہوئی؟ کامیابی و ناکامی کا جو معیار مولوی صاحب نے پیش کیا ہے، اس کے پیشِ نظر تو یقیناً یہ اعتراض صحیح ہے۔ کیا مولوی صاحب اس پر کچھ روشنی ڈالیں گے؟

Digitized by Khilafat Library

# اسلام میں عورت کے حقوق

Digitized by Khilafat Library

(از جناب مولوی محمد دین صاحب سابق مبلغ امریکہ)

ذیل میں ہم ایک مضمون کا ترجمہ درج کرتے ہیں، جس سے ناظرین اندازہ کر سکینگے کہ مغربی مبصّرین کی رائے اب اسلام کے متعلق کیا ہو رہی ہے۔ برنرڈ شا کا بیان ہے کہ دُنیا کا آئندہ مذہب اسلام ہوگا۔ اِس مضمون میں بھی اسلام کے معاشرتی قانون کی فضیلت کو تسلیم کیا گیا ہے۔

یہ مضمون امریکہ کے رسالہ ایشیا میں شائع ہوا ہے۔ اصل مضمون انگریزی میں ہے اس کا لکھنے والا جس کا نام M. Pierre Crabites ہے ایک ایسا شخص ہے، جو ایک لمبا عرصہ مصر میں مقیم رہا ہے۔ مضمون نگار کوئی معمولی حیثیت کا آدمی نہیں، بلکہ قانون دان اور سرکاری افسر اور گورنمنٹ امریکہ کی طرف سے مصر کی مخلوط عدالتوں میں امریکن جج کی حیثیت سے لمبا عرصہ کام کر چکا ہے۔ عربی سے واقف اور مصر میں اسلامی زندگی کا خوب مطالعہ کئے ہوئے ہے۔ یہ مضمون بھی اس نے قانونی نکتہ نگاہ سے لکھا ہے، اور ہے بھی اسلامی معاشرت کے اس حصّہ کے متعلق جس پر دنیا کا ترقی یافتہ طبقہ اعتراض کرتا رہتا ہے۔ مضمون کو اُردو لباس پہنانے میں لفظی ترجمہ ملحوظ نہیں رکھا گیا، صرف نفسِ مضمون کو مدّنظر رکھکر اسے سادہ الفاظ میں ادا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے، کہ مفہوم میں سرِ مو فرق نہ آئے۔ (مترجم)

آج سے سولہ سال قبل اگر کوئی مجھ سے کہتا کہ حضرت محمد (صلعم) عورت کے حقوق کے سب سے بڑے حامی و محافظ تھے، تو میں سمجھتا، کہ مجھ سے دل لگی کی جارہی ہے، مگر پریذیڈنٹ ٹافٹ نے جب سنہ ۱۹۱۱ء میں مجھے جج بنا کر مصر روانہ کیا، تا کہ میں قاہرہ کی مخلوط عدالتوں میں اپنے ملک یعنے امریکہ کی نمائندگی کروں، تو وہاں پہونچ کر مجھے ایک ایسے تمدّن سے واسطہ پڑا جو میرے لئے بالکل نیا تھا، اور یہ واسطہ بھی گہرا واسطہ تھا۔ مَیں نے دن رات ایک کرکے اپنے ماحول کو سمجھنے کی کوشش کی۔ اس اثناء میں مجھے ایسے ایسے واقعات معلوم ہوئے جو میرے لئے بالکل نئے اور تعجّب انگیز تھے۔ بعض امر ایسے بھی تھے کہ جن سے میرے علم میں بڑی وسعت پیدا ہوئی، اور سب سے بڑھکر یہ کہ بعض ایسی باتیں منکشف ہوئیں جن کو دیکھکر میں متحیّر رہ گیا۔ مختصر یہ کہ جو چیز میرے لئے سب سے زیادہ حیرت کا موجب بنی وہ یہ تھی کہ سنہ ۶۳۲ء سے قبل ہی حضرت محمد (صلعم) نے اپنے ملک کی عورتوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے وہ کچھ کر دکھایا، جو ریاستہائے متحدہ امریکہ کی ایک ترقی یافتہ ریاست لوزی آنا (Lousiana) کی مجلس واضع قوانین بھی اب تک نہیں کرسکی۔

Digitized by Khilafat Library

میرے ہم پہلو ایک مصری جج بھی تھے، جن کا نام راغب بدر پاشا تھا۔ وہ اسلامی شریعت کی اس نمایاں آزادی اور قابلِ قدر فیاضی کی طرف مجھے اکثر توجّہ دلاتے رہتے تھے، اور مجھے محسوس ہوتا تھا، کہ ان کو اس سے ایک خوشی اور مسرّت محسوس ہوتی تھی۔ خوش قسمتی سے وہ ابھی تک ججی کے عہدہ پر سرفراز ہیں۔ بے شک وہ فقہ اور علم اصول کے بڑے ماہر تھے، مگر اس تبحّر علمی کے پیچھے جو چیز نمایاں طور پر کام کر رہی تھی، وہ ان کا حسنِ فہم تھا، جس میں ظرافت و خوش طبعی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ان کو علم تھا، کہ مجھ میں وہ تمام باتیں موجود ہیں، جو ایک مغربی میں پائی جانی چاہئیں۔ اس لئے انہوں نے پہلے ہی سے فرض کر لیا تھا، کہ مجھے اسلام کی بالکل دھندلی سی واقفیت ہوگی، اور جو

درجہ اسلام نے عورت کو دیا ہے اول تو اس کا مجھے علم ہی نہیں ہوگا، اور اگر ہوا بھی تو بہت ہی مبہم اور دھندلا سا۔ اب جبکہ میں ان تمام باتوں پر دوبارہ غور کرتا ہوں تو مجھے یقین ہو جاتا ہے، کہ اس نیک دل شریف الطبع اور ظرافت پسند انسان کو مجھ سے ایک طبعی لگاؤ ہو گیا تھا، اور وہ چاہتا تھا، کہ وہ مجھے میرے اس نئے دَورِ زندگی سے پورے طور پر آگاہ کر دے۔ ہماری پہلی ہی ملاقات میں اس نے مجھے کہا، کہ میں آپ کو اپنے خانگی امور کے متعلق کچھ باتیں بتلا دینا چاہتا ہوں، اور کہا، کہ مَیں ذاتی طور پر غریب آدمی ہوں، لیکن میری بیوی بہت مالدار ہے۔ اور ساتھ ہی مجھ سے دریافت کرنے لگے، کہ مَیں تو مجبور ہوں مجھے تو بہر حال ان حالات میں رہنا ہے، کیا آپ امریکن اس صورتِ حال کو برداشت کر سکتے ہیں؟ یہ الفاظ انھوں نے آنکھ چمکا کر کہے جن کو مَیں اس وقت نہ سمجھا۔ ایک دن جبکہ مجھے مصر آئے ابھی زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا، ان کے مکان پر ان سے ملنے کے لئے چلا گیا۔ تین یا چار مصری کاشتکار وہاں موجود تھے، اور راغب بدر پاشا ان کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے سامنے ایک عربی دستاویز پڑی ہوئی تھی، مجھے دیکھ کر فرانسیسی میں فرمانے لگے تشریف لے آیئے۔ جب میں بیٹھ گیا تو مروجہ مزاج پرسی و تواضع کے بعد کہا، کہ یہ جو فلاحین یا کاشتکار آپ دیکھتے ہیں یہ میری بیوی کی زمین اجارہ پر لینا چاہتے ہیں۔ مجھے اپنی بیوی کی طرف سے مختار نامہ حاصل ہے۔ ان کاشتکاروں نے اجارہ کے کاغذات پُر کئے ہوئے ہیں، اور وہ مجھ سے چاہتے ہیں، کہ میں بحیثیت مختار کے ان پر دستخط کر دوں۔ بے شک مختار نامہ تو مجھے حاصل ہے۔ مگر ان کو معلوم نہیں، کہ میں اصل مالک کی مرضی معلوم کئے بغیر کچھ نہیں کیا کرتا۔ اور جب تک کہ پوری تفصیل سے ان کو مطلع نہ کر لوں، مَیں ایسے کاغذات پر دستخط نہیں کرونگا۔ بحیثیتِ مختار ان کو مجھ پر پورا اعتماد بھی ہے۔ مگر میری عادت یہی ہے، کہ جب تک ان کی منظوری نہ لے لوں، مَیں اس قسم کا کام نہیں کیا کرتا۔ یہ باتیں انھوں نے

ایسے اخلاص اور سچائی سے کہیں، کہ مجھ پر گہرا اثر ہؤا۔ لیکن مجھے یقین نہ آتا تھا، میرا دل کہتا تھا، کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا، کہ خاوند کو اپنی بیوی کی جائداد پر اختیار نہ ہو، اور جس طرح اس کا جی چاہے اس کے ساتھ نہ کرے۔ بالخصوص اس صورت میں کہ خاوند مسلمان ہو، اور مسلمانوں کے متعلق میرے پہلے خیالات تو یہی تھے، کہ ان کے ہاں عورت کی کوئی قدر و منزلت نہیں۔ عورت ان کے ہاں محض اثاثۃ البیت سمجھی جاتی ہے۔ نیز ہمارے مغربی ممالک میں بھی جو انتہا درجہ کے ترقی یافتہ سمجھے جاتے ہیں، عورت کی جائداد کا مالک بھی اس کا خاوند ہی سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے مجھے وہم و گمان بھی نہ ہو سکتا تھا، کہ عورت کے بھی کوئی حقوق ان مسلمانوں میں ہو سکتے ہیں۔ مگر جس وثوق کے ساتھ میرے مصری دوست نے مجھ سے گفتگو کی، اس نے مجھے تحریک کی، کہ مَیں اپنے طور پر اس قانون کا مطالعہ کروں۔ اس کے لئے مَیں نے اپنے ایک انگریز دوست سے مشورہ کیا۔ یہ صاحب بھی ان مخلوط عدالتوں کے ججوں میں سے ایک جج تھے، جن کے ساتھ مجھے ملکر کام کرنا پڑتا تھا۔ مَیں نے ان سے یہ تمام واقعہ بیان کر کے اپنے شبہات عرض کر دیئے۔

یہ میرے انگریز دوست ایک ایسی شخصیت کے مالک تھے، کہ جو شخص بھی ان سے ایک دفعہ ملا وہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ جونہی کہ انہوں نے مجھ سے میری داستان سُنی وہ اپنی ہنسی کو ضبط نہ کر سکے۔ وہ فرمانے لگے، کہ راغب بہت ہی ہوشیار آدمی ہے، لیکن بڑے ہی کھرے دل والا۔ جہاں تک میرا خیال ہے، زمین کی اجارہ داری کا معاملہ محض ایک تماشا تھا، جو آپ کے دکھانے کے لئے کھڑا کر دیا گیا۔ ان کو معلوم ہوتا ہے، کہ آپ کے آنے کا علم ہو گیا تھا۔ اس لئے آپ پر پوری حقیقت واضح کرنے کے لئے یہ کھیل انہوں نے کھڑا کر دیا تھا۔ ان کو اچھی طرح علم ہے کہ تمام یورپین اور امریکن ایک بہت بڑی غلط فہمی کا شکار ہیں، کہ مسلمان عورتوں کے کوئی حقوق نہیں ہوتے، اور مسلمان عورتیں گھر کی دوسری جائداد کی طرح ایک جائداد کا حصّہ شمار ہوتی ہیں۔ ان کا منشاء اس

تمام تماشہ سے یہی معلوم دیتا ہے، کہ آپ اس نئے ماحول سے بخوبی واقف ہوجائیں۔ ان کو آپ سے محبت ہے، جس کا انہوں نے مجھ سے بھی ذکر کیا تھا۔ ان کا ذہن بہت ہی عملی رنگ کا واقع ہوُا ہے، وہ تجربہ اور مشاہدہ سے آپ پر وہ حقیقت کھولنا چاہتے ہیں، جن سے آپ ناواقف ہیں۔ انہوں نے جو ایک مصنوعی افسانوی ڈھانچہ بنا کر آپ کے سامنے لا کھڑا کیا ہے، وہ ایک بڑی سچی حقیقت پر مبنی ہے۔

نتیجہ اس کا یہ ہوُا، کہ مجھے تحقیق کا شوق پیدا ہوُا، اور مَیں نے چاہا، کہ مجھے مزید علمی واقفیت پیدا ہوجائے۔ مَیں نے اسلامی شریعت کا گہرا مطالعہ شروع کر دیا۔ اگرچہ اس قانون کا میرے فرضِ منصبی کے ساتھ کوئی براہِ راست تعلق تو نہ تھا تاہم آتشِ شوق نے مجھے مجبور کیا، کہ مَیں اس کو کافی وقت دوں۔ تھوڑے ہی عرصہ میں مجھے اتنی واقفیت ہوگئی کہ اسلامی شادی ایک معاہدہ ہے جس کی شرائط فریقین کی رضامندی پر موقوف ہیں۔ اس معاہدہ کی تصدیق قاضی یا مجسٹریٹ کے سامنے ہونی چاہیئے۔ خاوند پر یہ بھی فرض ہے، کہ مہر کا کچھ حصّہ اپنی بیوی کو کسی رنگ میں شادی سے قبل ضرور ادا کرے۔ کسی اور رسم کی ضرورت نہیں۔ اسلامی نکاح فریقین کے درمیان صرف ایک معاہدہ ہے۔ اور یہ معاہدہ صرف عدالتی تصدیق سے مکمل ہوجاتا ہے۔ بظاہر بالکل آسان اور صاف بات ہے، کوئی اینچ پینچ نہیں، مگر ہر ایک پہلو سے معنی خیز ہے۔

اسلام میں شادی ایک معاہدہ ہے، جس میں فریقین کو اختیار ہے، کہ اپنی جو شرط چاہیں منوالیں، اور معاہدہ میں درج کرالیں۔ یہ جان کر مَیں تو حیران سا رہ گیا۔ یورپ و امریکہ میں دستور ہے، کہ میاں بیوی کے قریبی رشتہ دار آپس میں ملکر فیصلہ کیا کرتے ہیں، کہ کس حد تک مالی معاہدہ دولہن کے جہیز وغیرہ کے لئے مکتفی ہوگا۔ مگر یہاں اسلامیوں میں تو معاہدۂ شادی کو کلیسا یا عدالت سے باہر نکال کر محض فریقین کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ اسلام میں کلیسا کوئی ہے ہی نہیں۔ عدالت نے محض تصدیق کر دینی ہے، کہ میاں بیوی

فلاں فلاں شرائط پر راضی ہو گئے ہیں۔ مشہور مقولہ ہے، کہ "میاں بیوی راضی کیا کریگا قاضی" یہاں تو شادی کے شرائط میاں بیوی وضع کر رہے ہیں۔ یہ ہے وہ نتیجہ جس تک میرا مطالعہ مجھے لے گیا۔ اور مَیں صاف دیکھ رہا تھا کہ اصل متن قانون سے یہی نتیجہ مترشح ہوتا ہے۔ میں نے مناسب سمجھا، کہ اپنے اس مطالعہ کے نتیجے کو شیخ منصور نصر کے سامنے پیش کروں، اور دیکھوں کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ یہ بزرگ ایک بہت بڑے جیّد عالم و فقیہہ تھے۔ انہی کی وساطت سے میں نے مصر اور اہلِ مصر کے علمی کمال سے کچھ حد تک واقفیت حاصل کی تھی۔ ایسے وسیع القلب و فراخ دل آدمی سے ملنے کا مجھے بہت کم اتفاق ہوا ہے۔ وہ صرف ایک زبان بولتے تھے۔ اور یہ زبان ایک محبت کی آواز تھی جو خالص عربی میں وہ ادا فرماتے تھے۔

Digitized by Khilafat Library

جب مَیں نے اس بزرگ سے اپنے اس لمبے مطالعہ کے نتیجہ کا ذکر کیا۔ جس نتیجہ نے میرے سامنے نئے خیالات کا ایک وسیع سمندر پیدا کر دیا تھا، تو شیخ منصور نصر نے اپنی کرسی کھینچکر میرے ڈیسک سے اور قریب کر لی، اور کہا، کہ آپ بالکل فکر نہ کریں، کہ آپ کوئی انوکھی بات کہہ رہے ہیں۔ آپنے اس بزرگ نبی (صلعم) کی تعلیم کی روح کو بھانپ لیا ہے، کہ وہ کس قدر حق و حکمت پر مبنی ہے۔ آنحضرت (صلعم) نے یہ معاہدہ اس لئے مقرر کیا ہے، کہ ہر والد اپنی لڑکی کے حقوق کی پوری طور پر حفاظت کر سکے۔

سخت گرمی کا دن تھا جس دن کا یہ واقعہ ہے۔ آبلے ڈالنے والی خمسین (ہوا) چل رہی تھی، جس کے ساتھ اُڑتی ہوئی ریت کا طوفان چلا آرہا تھا۔ مَیں نے تمام کھڑکیاں اور دروازے وغیرہ بند کر رکھے تھے۔ شیخ منصور اپنی گفتگو کے جوش اور فصاحت بیانی میں محو ہو کر اس گرمی سے بالکل بے پرواہ ہو رہے تھے، اور مَیں فرطِ خوشی سے اس کے ایک ایک لفظ کو گویا پی رہا تھا۔ میرے بزرگ و واجب التعظیم شیخ منصور فرمانے لگے، کہ آپ کو معلوم ہے، کہ ہمارے شہروں میں تعدد ازدواج کا رواج عملاً مفقود ہو چکا ہے، مگر

دیہات کے فلاحوں اور کاشتکاروں میں ابھی تک اس کا رواج ہے۔ آپ کے ممالک میں کاشتکار عام طور پر کثیر الاولاد ہوتے ہیں، اور یہاں کثیر الازدواج۔ دونوں کو کاشتکاری میں امداد کی ضرورت ہے۔ قاہرہ اور اسکندریہ میں اکثر والدین ایسے ملیں گے، جو اپنے داماد وں کے لئے کثرت ازدواجی پسند نہیں کرتے۔ اس لئے وہ نکاح کے وقت معاہدہ میں یہ شرط لکھوا لیتے ہیں، کہ دوسری شادی کی صورت میں پہلی بیوی کو حق حاصل ہوگا، کہ وہ نکاح فسخ کر دے۔ آنحضرت (صلعم) نے دراصل ایسا ہی سوچا تھا، کہ خاوند کسی طور پر اپنی بیوی پر ظلم نہ کر سکے۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے، کہ لڑکے کے والدین یا مشیر کار، اگر ضرورت سمجھیں، تو اس قسم کا معاہدہ پہلے سے لکھوا لیں۔

حضرت محمد (صلعم) نے دو باتوں پر بہت زور دیا ہے، جن سے عورت کے حقوق کی حفاظت اور بھی مستحکم ہو جاتی ہے۔ پہلے تو آپ نے عدالت کے لئے یہ ضروری قرار دیا، کہ وہ دیکھ لے، کہ مہر کی رقم معقول ہے، یا نہیں، اس لحاظ سے بھی، کہ خاوند کی آمدنی کیا ہے، اور اس لحاظ سے بھی، کہ عورت کی حیثیت کیا ہے، اور سوسائٹی میں اس کے خاندان اور اس کی ذات کا کیا رتبہ ہے۔ اور ساتھ ہی آنحضرتؐ نے یہ طریق شروع کروا دیا، کہ نکاح کے وقت کچھ رقم مہر کی خاوند ادا کر دے۔ اس کا دوسرے لفظوں میں یہ مطلب تھا، کہ جب مرد کسی عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے، یا بالفاظِ دیگر وہ محبت کے جذبات کے ماتحت اپنی طبیعت کو بہت ہی وسیع اور فراخ پاتا ہے، اور فیاضی کا اس پر اس وقت غلبہ ہوتا ہے، اس وقت اسے وہ رقم مقرر کرنی پڑتی ہے، جو اُسے طلاق وغیرہ کی صورت میں ادا کرنی ضروری ہوتی ہے، اور یوں بھی مہر کی ادائیگی فرض ہے، خواہ طلاق ہو یا نہ ہو۔ اور چونکہ اس امر کا تعلق نظام و انتظامِ سلطنت کے ساتھ متعلق ہے، تا کہ رعایا کے حقوق تلف نہ ہوں، اس لئے سیاستِ مدن کے ماتحت مجسٹریٹ کا فرض ہے، کہ وہ دیکھے آیا مہر کافی اور مناسب ہے یا نہیں۔ کچھ رقم پیشگی ادا کرنے کی رسم بھی عورت کے حقوق کی حفاظت میں بہت ممد ہے، کیونکہ انسان

طلاق صرف اسی وقت عام طور پر دیتا ہے۔ جبکہ اس کے ذہن میں یہ ہوتا ہے، کہ اس کو چھوڑ کر کسی دوسری سے شادی کر دیگا۔ اس لئے جب تک کہ وہ پہلی کے حقوق کی ادائیگی سے پورے طور پر فارغ نہیں ہو لیتا، وہ دوسرے نئے حقوق اور غالباً پہلے سے زیادہ بھاری اپنی گردن میں ڈالنے کے لئے بخوشی طیّار نہیں ہو سکتا۔

ہاں سوال پیدا ہو سکتا تھا۔ کہ عورت کو پہلے خاوند کی موجودگی میں دوسرے خاوند کی اجازت نہیں۔ مگر مرد ایک سے زیادہ عورتیں چار تک کی تعداد میں کر سکتا ہے۔ اس طرح بظاہر مرد کو ایک خاص امتیاز دیا گیا ہے۔ نیز طلاق کی صورت میں عورت کو عدّت کا عرصہ بھی پورا کرنا ہوتا ہے۔ مَیں نے یہ معاملہ اپنے بزرگ شیخ کے سامنے رکھا، کیونکہ مجھے معلوم تھا، کہ ان کی طبیعت نہایت انصاف پسند واقع ہوئی ہے۔ ان کا جواب نہایت ہی عجیب تھا، انہوں نے کہا، کہ اس کا الزام نبی کریم (صلعم) پر نہیں یہ سب کچھ اللہ کا فیصلہ ہی اِلْزَامُ هٰذَا لَيْسَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ كُلُّ هٰذَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ - مَیں نے کہا، آپ معمّوں میں بات نہ فرماویں، ذرا زیادہ وضاحت سے کام لیں۔ مَیں آپ کی بات نہیں سمجھ سکا۔ تب شیخ نے نظر اُٹھا کر چاروں طرف دیکھا اور پھر دبی آواز میں کچھ کہا۔ معلوم ہوتا تھا، کہ وہ کسی وجہ سے ہچکچا رہے تھے، اور ان کی ہچکچاہٹ کا باعث ان کی فطری نجابت، نزاکت اور شرافت تھی، جو اس قسم کی باتیں علانیہ زبان پر لانے سے روک رہی تھی۔ مگر میری آنکھوں سے التجا ٹپکتی دیکھکر آہستہ آہستہ الفاظ ان کی زبان پر آنے شروع ہوئے، اور آپ نے فرمایا، کہ بچے کے حقوق ماں پر بھی مقدم ہیں۔ وہ اپنی مرضی سے دُنیا میں نہیں آتا۔ اس کو کم از کم یہ حق حاصل ہے، کہ وہ دریافت کرے، کہ اس کے ماں باپ کون ہیں۔ تعدادِ ازدواج میں کم از کم اولاد کو یہ تو صحیح طور پر علم ہو سکتا ہے، کہ ان کا باپ کون ہے، لیکن ایک عورت کے کئی خاوند ہونے کی حالت میں پتہ نہیں چل سکتا، کہ بچے کا اصل باپ کون ہے۔ کیا آپ یہ پسند کرینگے کہ ایک

عورت تمام خاوندوں کو اکٹھا کر کے کہے، کہ دیکھو صاحبو! میں حاملہ ہو چکی ہوں، آپ تمام آپس میں ملکر فیصلہ فرمالیں، کہ پیدا ہونے والے بچے کا باپ کون ہوگا۔ نہیں نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ یہ الٰہی مشیّت کے خلاف ہے۔

بے شک اس قسم کے دلائل کا جواب تو یہ ہوسکتا تھا، کہ اگر حقیقی مساوات مرد و عورت میں قائم رکھنی ہو، تو پھر ایک میاں اور ایک ہی بیوی کا اصول ہی ٹھیک رہے گا۔ لیکن مجھ میں یہ جرأت نہ تھی، کہ یہ بات مَیں بر ملا شیخ کو کہتا۔ کیونکہ مجھے علم تھا، کہ بائبل کے وسیع مطالعہ والے عالم مارٹن لوتھر نے فلپ نواب ہیس کو باقاعدہ طور پر مشورہ دیا تھا، کہ نئے عہدنامہ کے رُو سے تعدد ازدواج منع نہیں ہے۔ اس واسطے مَیں نے یہی مناسب سمجھا، کہ مَیں اپنی زبان بند رکھوں، کیونکہ مجھے خوف تھا کہ مشرقی علماء مغرب کے گہرے حالات سے بخوبی واقف ہوتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library

الغرض حضرت محمد (صلعم) نے جو عورت پر نمایاں احسان کیا وہ یہ تھا، کہ اس کا علیحدہ حق جائداد تسلیم کیا، جس کے رُو سے ہر ایک زوجہ اپنی مستقل جائداد کی واحد مالک قرار دیدی گئی۔ جہانتک قانونِ وراثت کا تعلق ہے، عورت مرد کے ہم پلّہ ہے۔ مسلم عورت اپنی جائداد کے سیاہ و سفید کے متعلق ایسی ہی آزاد ہے، جیسے کہ ایک آزاد پرند ہوا میں۔ وہ اپنی مرضی سے بغیر اپنے خاوند کے استصواب و مشورہ کے جب بھی اور جس طرح بھی چاہے اپنی جائداد و اموال و املاک کو خرچ کرسکتی ہے۔ ان معاملات میں اس کے خاوند کا صرف اتنا ہی تعلق ہے، جتنا ایک اجنبی کا۔ مَیں اس مضمون کے شروع میں ذکر کر آیا ہوں، کہ مرد اپنی بیوی کا مختار بن سکتا ہے۔ لیکن یہ اختیار وہ زید عمر بکر جس کو چاہے تفویض کرسکتی ہے۔ اور اس کا خاوند اس پر ذرا چون و چرا نہیں کرسکتا۔ وہ اپنی مرضی سے بذاتِ خود یا کسی غیر شخص کی معرفت جس کو وہ خود بخود چُن لے، اپنی جائداد املاک و اموال جسے چاہے دیدے، یا فروخت کر کے رقم اپنی جیب میں ڈال لے، اور اس کا خاوند مُنہ دیکھتا رہ جائے۔ اور تو اور برخلاف

مغربی دستور کے عورت مجبور نہیں ہے، کہ اپنے خاوند کے نام میں شامل ہو جائے۔ وہ اپنا علیٰحدہ نام برقرار رکھ سکتی ہے۔ ایک لڑکی جس کا نام عائشہ بنت عمر ہے، وہ خواہ دس دفعہ بھی شادی کرے، لیکن وہ عائشہ بنت عمر ہی کہلائیگی، اور اس کا نام اپنے خاوند کے نام میں کبھی مدغم نہیں ہوگا، اس کی اپنی شخصیت بہر حال برقرار و قائم ہے، وہ مغربی چاند نہیں، جو سورج کی روشنی منعکس کر کے روشن ہوتا ہے، بلکہ وہ ایک علیٰحدہ سورج ہے جس کا اپنا علیٰحدہ نام اور جداگانہ مستقل قانونی ہستی ہے۔

میں یہاں نقاب، حرم، خواجہ سرائے، حرم سرائے اور انجام کار کی دلشکن مایوسی کا ذکر کرنا غیر ضروری سمجھتا ہوں۔ میرا مضمون یہاں حضرت محمد (مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم) سے متعلق ہے۔ میں یہاں اس آدمی کا ذکر کر رہا ہوں، جس کو فوت ہوئے تیرہ سو سال سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے، جس نے اسلام کو آٹھ سو سال قبل از دریافت امریکہ شراب و دیگر منشیات سے بالکل آزاد کر دیا۔ جس نے دنیا کے ایک بہت بڑے علاقہ کو عملاً شراب سے نجات دی۔ امریکہ جیسے ملک کو شراب خور کولمبس نے آٹھ سو سال اس کی وفات کے بعد دریافت کر کے ایسا شراب خور بنا دیا، کہ ملک کی گورنمنٹ باوجود انتہائی کوشش کے شراب خوری مٹانے میں ناکام رہی ہے۔ امریکہ میں ممانعتِ شراب سے مراد حقیقی ممانعت شراب نہ تھی، محض نسبتی ممانعت تھی، مگر امریکہ اس میں بھی کامیاب نہیں ہو سکا۔ مگر اس عظیم شخصیت نے اسلام میں شراب سے خالص اور کلّی نفرت پیدا کر دی۔ یہ وہ شخصیت ہے، جس نے کم از کم عورت کی علیٰحدہ اور مستقل ہستی امریکہ کی پہلی زیارت سے جس نے اس معاملہ میں قدم اٹھایا، گیارہ بارہ صدیاں پہلے سے قائم کر دی۔ ورنہ اس سے قبل اور اب تک تمام مغربی ممالک میں عورت کا وجود مرد کے وجود میں مدغم اور اس کی جائداد مرد کی جائداد متصوّر ہوتی تھی۔ اس لئے میرے سامنے اس بات کا بیان کرنا فضول ہے، کہ مسلمانوں میں عورت محض دودھ پلانے کی مشین ہے، یا وہ رُوحِ انسانی سے خالی و عاری ہے؛

یا اس کی رُوح اس کی ذاتی ملکیّت نہیں ہے، اور یہ کہ مرد اس کا آقا و مالک ہے۔ مَیں یہاں موجودہ مجلسی حالات کے متعلق بحث نہیں کر رہا، مَیں تو ایک مقنّن کے کارنامے کو بیان کر رہا ہوں، اور اس قانونی عمارت کا نقشہ دکھلا رہا ہوں، جو اس نے بنایا۔ اگر کوئی مجبور کرے، تو مَیں اس امر کے لئے بھی تیار ہوں، کہ عملی طور پر دکھلا دوں، کہ کس طرح مؤثر اختیارات عورت کو سونپے گئے ہیں۔ اگر مجھے کوئی اس امر کے متعلق چیلنج کرے، تو مَیں ہر ایک ایسے شخص کو، مرد ہو یا عورت، چیلنج دینے کے لئے طیار ہوں، کہ پیشتر اس کے کہ وہ اسلام کے خلاف آواز اُٹھائے، مجھے واضح طور پر بتلا سکے، کہ آیا اس کی اپنی ریاست و سلطنت میں عورت کو کوئی ایسے حقوق بھی حاصل ہیں، جو قانونی طور پر اسلام کے مقرر کردہ قوانین سے لگّا بھی کھا سکتے ہیں، اگر مَیں یہ مطالبہ کروں، تو مَیں حق بجانب ہونگا، میرا خیال ہے، کہ بہت ہی تھوڑی ریاستیں نکلیں گی، جو اس مطالبہ پر پوری اُتر سکیں۔ پھر اگر وہ اس محک پر پوری بھی اُتر آئیں، اور یہ ہفت خوان طے بھی کرلیں، تو پھر میں کہوں گا، کہ اپنے اپنے ثبوت لیکر میری عدالت میں حاضر ہوں، وہاں مَیں ان کو ایسی ایسی برقعہ پوش عورتوں سے سامنا کرا دُونگا، جن کے گودے ہوئے بازو، ناکوں میں چھلّے، مکھیوں سے بھرے ہوئے بچے ان کے کاندھوں پر بغیر کسی وکیل یا حمایتی و مددگار عدالت کے سامنے کھڑی ہیں، اور اپنے حقوق کے تحفّظ میں اس وثوق سے بات کر رہی ہیں، اور اس قدر روانی و اقتدار ان کو اپنی زبان اور کلام پر ہے، کہ ہر ایک دیکھنے والا اور سُننے والا عش عش کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ سارا زور اس حق کی وجہ سے ہے، جس کو وہ بخوبی سمجھتی ہیں، اور جس کو کوئی عدالت اور کوئی وکیل ردّ نہیں کر سکتا۔ اگر یہ نظارہ بھی میرے معترضین کے لئے کافی طور پر تشفّی بخش نہ ہو، تو پھر میں کہوں گا، کہ وہ کسی ایسے آدمی کی وساطت سے پتہ لگائیں، جس پر انہیں کلّی اعتماد ہو، کہ کس نے اس چنگاری کو سب سے پہلے سلگایا۔ جس کی وجہ سے انگلینڈ کی پوزیشن مصر میں خطرے میں

پڑ گئی ہے۔ (یہ مصر کی جدّوجہد آزادی کی طرف اشارہ ہے) کس نے اس شُعلے کی بھڑک کو مدھم نہیں ہونے دیا۔ اس قسم کے سوال کا جواب صرف ایک ہی ہے، اور وہ یہ ہے، کہ مسلمان عورت کو اس قسم کا تیز محرک بنانے میں اسی کامل شخصیت کا ہاتھ ہے، جس نے تیرہ صد سال پہلے عورت کے لئے ہمیشہ کے لئے ایک امتیاز طیار کر دیا۔ مختصراً حقوق سے ذمہ واری پیدا ہوئی۔ ذمہ داری سے قیادت۔ اور قیادت ہمیشہ سامنے آجایا کرتی ہے۔ یہ حضرت محمد (صلعم) کی دُور بین، تیز اور نہ غلطی کرنے والی بصیرت تھی، جو اس امر کو بھانپ گئی تھی، کہ جائیداد و املاک میں عورت کے مستقل حقوق قائم کر کے عورت اپنی مستقل ہستی کو قائم رکھ سکیگی۔ اور چونکہ تمام جھگڑے املاک و جائیداد وغیرہ سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے عورت کو مستقل حیثیت دیکر مرد کے بالکل ہم پلّہ کھڑا کر دیا۔ یہ آنحضرت (صلعم) ہی تھے، جنہوں نے عورت کی قانونی شخصیت کو عدم سے وجود بخشا۔ آپ (صلعم) ہی نے اس کے ہاتھ میں یہ زبردست عصا دیدیا۔

Digitized by Khilafat Library

# حضرت مسیح موعودؑ کا حقیقی مقام

(از جناب پیر اکبر علی صاحب وکیل فیروز پور)

آج ۲۸ر جولائی سنہ ۱۹۴۰ء کو بذریعہ ڈاک مولوی محمد علی صاحب کا شائع کردہ ایک دوورقہ ٹریکٹ بعنوان "قادیانی اصحاب سے حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) کے دعوے نبوت کے متعلق دو سوال" مجھے ملا۔ اتفاق حسنہ ہے، کہ میرے زیر مطالعہ آج حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی کتاب تجلیاتِ الٰہیہ تھی۔ اس دوورقہ کے صفحہ ۳ پر بھی تجلیاتِ الٰہیہ کے حاشیہ مندرجہ صفحہ ۸ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ چنانچہ میں نے دو دفعہ اس کتاب کو نہایت غور سے پڑھا، تو مجھے حضرت اقدس کے دعوے نبوّت کی صداقت پر اور اس بارہ میں اپنے عقیدہ پر اس قدر یقین، تسلّی اور تشفی حاصل ہوئی، کہ مَیں اسے بیان نہیں کر سکتا۔

Digitized by Khilafat Library

اس کتاب کا ایک حصّہ (۱۳ صفحات تک) یقینی طور پر ۲۸ر فروری سنہ ۱۹۰۶ء کے بعد تحریر ہوا، اور باقی حصّہ ۱۵ر مارچ سنہ ۱۹۰۶ء کو یا اُس کے بعد۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ اس کتاب میں اپنے دعوے نبوت کے متعلق اور اپنے ماننے والوں اور نہ ماننے والوں کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔

حضور صفحہ ۵ میں فرماتے ہیں:۔ "مگر خدا فرماتا ہے، مَیں سب کو شرمندہ کرونگا، اور کسی دوسرے کو یہ اعزاز ہرگز نہیں دونگا۔ ......... مَیں ان سب کو شکست دُونگا، اور مَیں اس کا دشمن بن جاؤنگا، جو تیرا دشمن ہے۔ اور وہ فرماتا ہے، کہ اپنے اسرار کے اظہار کے لئے مَیں نے تجھے ہی برگزیدہ کیا ہے، ...... اور تو مجھ سے

ایسا ہے جیسا کہ میرا عرش۔ اسی کے مطابق قرآن شریف میں یہ آیت ہے، جو خدا کے برگزیدہ رسولوں کو غیروں سے ممتاز کرتی ہے، لَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ، یعنے کھلا کھلا غیب صرف برگزیدہ رسول ہی کو عطا کیا جاتا ہے، غیر کا اس میں حصہ نہیں۔ سو ہماری جماعت کو چاہیئے، کہ ٹھوکر نہ کھائیں، اور ان غیروں کو جو میرے مقابل پر ہیں، اور میری بیعت کرنے والوں میں داخل نہیں ہیں، کچھ بھی چیز نہ سمجھیں، ورنہ خدا کے غضب کے نیچے آجائینگے۔"

اس عبارت میں حضورؑ نے اپنے آپ کو رسول کے لفظ سے بیان کیا ہے، اور اس امر کو بھی کھولکر بیان کر دیا ہے، کہ جو حضور کے مقابل پر ہیں، اور بیعت کرنیوالوں میں نہیں، وہ کچھ بھی چیز نہیں، اور جو ان کو کچھ چیز سمجھتا ہے، وہ خدا تعالےٰ کے غضب کے نیچے ہے۔ مولوی صاحب کو اس عبارت پر غور کر کے دیکھنا چاہیئے، کہ کیا ان کا مسلک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صریح خلاف نہیں ہے؟

پھر حضور صفحہ ۶ میں فرماتے ہیں:-

"خدا سچے ایمانداروں کو آزماتا ہے، کہ کیا وہ غیر کو وہ رفعت اور عزت دیتے ہیں، جو خدا اور اس کے رسول کو دینی چاہیئے، اور دیکھتا ہے، کہ کیا وہ اس سچائی پر قائم ہیں یا نہیں جو اُن کو دی گئی۔"

مولوی صاحب! وہ کونسی سچائی ہے، جو جماعت احمدیہ کو دی گئی؟ اور پھر جماعت احمدیہ میں یہ کس کی کوشش ہے، کہ غیروں میں جذب ہو جاوے؟

آگے چلکر صفحہ ۸ میں، جس کا حوالہ آپ نے بھی دیا ہے، اس لئے خیال ہے، کہ آپ نے اُسے ضرور غور سے پڑھا ہوگا، حضور فرماتے ہیں:-

"مگر اصل بات یہ ہے، کہ نبی عذاب کو نہیں لاتا، بلکہ عذاب کا مستحق بن جانا اتمام حجت کے لئے نبی کو لاتا ہے، اور اس کے قائم ہونے کے لئے ضرورت کو پیدا

کرتا ہے۔ اور سخت عذاب بغیر نبی قائم ہونے کے آتا ہی نہیں۔"

پھر اس کی تائید میں آیت شریفہ وَ مَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا پیش کی ہے۔ اس کے بعد طاعون اور زلزلوں کے عذابوں کا ذکر کر کے صفحہ ۹ میں فرماتے ہیں:۔

"اے غافلو! تلاش تو کرو، شاید تم میں کوئی نبی قائم ہو گیا ہے۔ جس کی تم تکذیب کر رہے ہو۔ . . . . . بغیر قائم ہونے کسی مرسل الٰہی کے یہ وبال تم پر کیوں آ گیا۔ آخر کچھ بات تو ہے۔ کیوں تلاش نہیں کرتے، اور تم کیوں اس آیت موصوفہ بالا میں غور نہیں کرتے، جو خدا تعالےٰ فرماتا ہے، وَ مَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ یعنے ہم کسی بستی پر غیر معمولی عذاب نازل نہیں کرتے، جب تک ان پر اتمام حجّت کے لئے ایک رسول نہ بھیج دیں۔"

Digitized by Khilafat Library

مولوی صاحب! خوف کا مقام ہے، ایسا نہ ہو، آپ خدا کے الزام کے نیچے آ جائیں۔

صفحہ ۸ کے حاشیہ میں حضرتؑ نے لفظ نبی کی تشریح اس طرح فرمائی ہے:۔

"نبی کے لفظ سے اس زمانہ کے لئے صرف خدا تعالےٰ کی یہ مراد ہے، کہ کوئی شخص کامل طور پر شرف مکالمہ و مخاطبہ الٰہیّہ حاصل کرے، اور تجدید دین کے لئے مامور ہو۔ یہ نہیں، کہ وہ دوسری شریعت لاوے۔ کیونکہ شریعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پر نبی کے لفظ کا اطلاق بھی جائز نہیں جب تک کہ اس کو امّتی بھی نہ کہا جائے۔ جس کے یہ معنے ہیں، کہ ہر ایک انعام آنحضرتؐ کی پیروی سے پایا، نہ براہِ راست۔"

مولوی صاحب! آپ کے جملہ اعتراضات کا جواب اس عبارت میں موجود ہے۔ انعام سے مراد اس جگہ صاف طور پر شرف مکالمہ مخاطبہ یعنی نبوت ہے، فرق صرف طریق حصول کا ہے، کہ یہ انعامِ نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ملا ہے، نہ براہِ راست۔

پھر زلزلوں کا ذکر کرکے صفحہ ۱۲ میں فرماتے ہیں:۔
"آپ لوگ سمجھ سکتے ہیں، کہ کوئی علم طبقات الارض کا اس تصریح اور تفصیل کو بتلا نہیں سکتا۔ بلکہ وہ خدا جو زمین اور آسمان کا خدا ہے، وہ اپنے خاص رسولوں کو یہ اسرار بتلاتا ہے، نہ ہر ایک کو، تا دُنیا کے لوگ کفر اور انکار سے بچ جائیں، اور تا وہ ایمان لائیں، اور جہنّم کے عذاب سے نجات پائیں"۔

مولوی صاحب! حضرت صاحب فرماتے ہیں، کہ مجھ پر ایمان لانا جہنّم کے عذاب سے نجات دلاتا ہے، مگر آپ کا عقیدہ ہے، کہ ایسا نہیں، بلکہ ماننا نہ ماننا یکساں ہے، کوئی فرق نہیں۔

Digitized by Khilafat Library

پھر صفحہ ۱۳ میں فرماتے ہیں:۔
"آج مَیں نے وہ پیشگوئی جو پانچ زلزلوں کے بارے میں ہے، تصریح بیان کردی ہے، تا تم پر حجّت ہو، اور تا تمہاری گمراہی پر موت نہ ہو، ...... خدا کسی قوم پر ایسے سخت عذاب نازل نہیں کرتا، اور نہ کبھی اس نے کئے، جب تک اس قوم میں اس کی طرف سے کوئی رسول نہ آیا ہو، ...... تلاش کرو وہ کون ہے۔ ...... اس شخص کو تلاش کرو کہ وہ تم میں موجود ہے، اور وہ یہی ہے جو بول رہا ہے"۔

اور آگے چل کر صفحہ ۲۰ و ۲۱ میں فرماتے ہیں:۔
"اگر یہی حال ہے، تو کسی نبی کی نبوّت قائم نہیں رہ سکتی ...... مَیں اب بھی اس بات کے لئے حاضر ہوں، کہ ان کے لغو اور بیہودہ شبہات کا جواب دوں، اور ان کو دکھلاؤں، کہ کس قدر خدا نے ایک فوج کثیر کی طرح میری شہادت میں پیشگوئیاں مہیّا کررکھی ہیں، جو ایسے طور سے ان کی سچائی ظاہر ہوئی ہے، جیسا کہ دن چڑھ جاتا ہے۔ یہ نادان مولوی اگر اپنی آنکھیں دیدہ دانستہ بند کرتے ہیں، تو کریں، سچائی کو اس سے کیا نقصان؟"

اور صفحہ ۲۲ میں فرمایا:۔

"میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا، اور سب فرقوں پر میرے فرقے کو غالب کرے گا۔ اور میرے فرقے کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کرینگے، کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رُو سے سب کا منہ بند کر دینگے۔ ..... اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا، اور پھولیگا، یہانتک کہ زمین پر محیط ہو جاویگا۔"

مولوی صاحب! حضور اپنے سلسلہ کو دوسرے سلسلوں سے جُدا کرتے ہیں، مگر آپ دوسروں میں جذب ہونا چاہتے ہیں۔ فرمایئے! آپ کے پاس وہ کونسے دلائل ہیں، جن سے آپ دوسروں کا منہ بند کرینگے۔ آپ تو سرے سے سلسلہ کی علیحدگی کے ہی مخالف ہیں۔

پھر صفحہ ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ میں فرماتے ہیں:۔

"کیا اس قدر غیب کا موج در موج ظاہر ہونا، کسی مفتری کے کاروبار میں ممکن ہے؟ مَیں اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں، کہ جیسا کہ اس نے ابراہیم سے مکالمہ مخاطبہ کیا، اور پھر اسحٰق سے، اور اسمٰعیل سے، اور یعقوب سے، اور یوسف سے، اور موسٰے سے، اور مسیح ابن مریم سے، اور سب کے بعد ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہمکلام ہوا، کہ آپ پر سب سے زیادہ روشنی اور پاک وحی نازل کی، ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا، مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا۔ اگر مَیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت نہ ہوتا، اور آپؐ کی پیروی نہ کرتا، تو اگر دُنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے، تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔ کیونکہ اب بجُز محمدی نبوّت کے سب نبوّتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا، اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے، مگر وہی جو پہلے امتی ہو، پس اسی بنا پر مَیں امتی بھی ہوں، اور نبی بھی۔ ....... یہ مکالمہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے۔ اگر مَیں ایک دم کے لئے بھی اس میں شک کروں، تو کافر ہو جاؤں اور میری آخرت تباہ ہو جائے، وہ کلام جو میرے پر نازل ہوا، یقینی اور قطعی ہے.....

میں اس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں، جیساکہ خدا کی کتاب پر۔ یہ تو ممکن ہے، کہ کلام کے معنے کرنے میں بعض مواضع میں ایک وقت تک مجھ سے خطا ہو جائے، مگر یہ ممکن نہیں کہ میں شک کروں، اور چونکہ میرے نزدیک نبی اس کو کہتے ہیں، جس پر خدا کا کلام یقینی وقطعی بکثرت نازل ہو، جو غیب پر مشتمل ہو، اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا، مگر بغیر شریعت کے۔ شریعت کا حامل قیامت تک قرآن شریف ہے۔"

اب مولوی صاحب آپ کے لئے کوئی گنجائش انکار نہیں تسلیم کرلیں، کہ حضرت مرزا صاحب نبی ہیں، اسی طرح جس طرح ابراہیم، اسحٰق، اسمٰعیل، یعقوب، یوسف، موسیٰ، ابن مریم علیہم السلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ فرق صرف یہ ہے، کہ حضرت مسیح موعود کو نبوت کی نعمت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوئی، اور آپ بغیر شریعت کے نبی ہیں۔

Digitized by Khilafat Library

مولوی صاحب! آپ "تجلیات الٰہیہ" کے بعد کی حضرت صاحب کی کسی تصنیف سے نکال کر دکھا دیں، کہ حضرت صاحب نے نبوت سے انکار کیا ہو، آپ یہ بھی نہیں دکھا سکتے کہ اس کے بعد حضرت صاحب نے اپنے آپ کو محدث کہا ہو۔

آپؑ نے فرمادیا، کہ کلام کے معنی کرنے میں ایک وقت تک مجھ سے خطا ممکن ہے، چنانچہ ایک وقت تک حضرت صاحب محدثیت اور نبوت کو ہم معنے سمجھتے رہے، مگر خدا تعالےٰ نے اس پر قائم نہ رہنے دیا، اور حضورؑ کے اپنے قلم سے آپ کا مقام صاف صاف بیان کروا دیا، کہ وہ مقام مقامِ نبوت ہے۔ مگر یہ درجہ حضرت مرزا صاحب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال پیروی سے حاصل ہوا۔

مولوی صاحب! دنیا چند روزہ ہے، آپ کو حضرت مرزا صاحبؑ کے درجہ کو کم کرنے سے کیا فائدہ حاصل ہوگا۔ کیا آپ کو یہ الہامی شعر یاد نہیں ؎

مقام اومبین از راہ تحقیر — بدورانش رسولاں ناز کردند

مولوی صاحب! ایسے دعوے ایسے غیب کے علوم آپ کسی غیر نبی میں نہیں دکھا سکتے۔ آپ غیر احمدیوں میں عزّت حاصل کرنا چاہتے ہیں، وہ آپ کو نصیب نہیں ہوئی۔ اب احمدیہ جماعت قادیان کے برخلاف دوسروں کو مشتعل کرنا چاہتے ہیں، اس میں بھی آپ بُری طرح ناکام رہے ہیں۔

مَیں کچھ عرصہ سے محسوس کر رہا ہوں، کہ آپ کو اور آپ کے ہم خیال لوگوں کو نہ احمدیت سے کوئی تعلق رہا ہے، نہ تقوٰے پر عمل ہے، اور نہ عاقبت کا فکر۔ آپ اپنی تمام کوششیں اس بات پر صرف کر رہے ہیں، کہ جماعت احمدیہ قادیان کی روزافزوں ترقی کو روک دیں۔ مگر یاد رکھیں، کہ خدا کے کام رُکا نہیں کرتے۔ آپ کیوں خدا کا مقابلہ کر رہے ہیں خشیت الٰہی اور تقوٰے اللہ کی راہ نہ چھوڑیں۔

میرے لئے حجّت نہیں، مگر آپ کے لئے ذیل میں درج کیا ہوا واقعہ حجّت ہے۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب سے ان کی وفات سے چند روز قبل مجھے ملنے کا اتفاق ہوا۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق گفتگو کے دَوران میں انہوں نے کہا، کہ اگر مَیں احمدی ہوا، تو قادیان کی جماعت میں شامل ہونگا۔ لاہوریوں کو جن الفاظ سے انہوں نے یاد کیا، وہ الفاظ تو یاد نہیں ہیں، مطلب یہ تھا، کہ وہ بانیٔ سلسلہ کے عقیدہ پر نہیں ہیں۔ اور مکار ہیں۔ پس آپ کو نہ دنیوی عزّت ملی، اور نہ دین ملا۔ نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے۔

مولوی صاحب! مَیں آپ سے پھر التماس کرتا ہوں، کہ آپ اسی کتاب کے صفحہ ۳۲ کا یہ فقرہ غور سے پڑھیں:۔

Digitized by Khilafat Library

"تا جس وقت ان میں کوئی نبی ظاہر ہو، تو دولت قبول سے محروم نہ رہیں۔"

یہ فقرہ جہاں آپ کے حسب حال ہے، وہاں اس سے نبوت کا جاری ہونا بھی ثابت ہے۔

آخر میں مَیں یہ بھی بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں، کہ شاید آپ خیال کریں، کہ مَیں نے آپ کے سوالات کے جواب کی طرف توجہ کیوں نہ کی؟ سو آپ کو معلوم ہو، کہ آپ کا مقصد

تو صرف یہ ہے، کہ آپ حضرت مرزا صاحب کے متعلق یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں، کہ وہ نبی نہیں تھے، اور انہوں نے نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا۔ مَیں نے اس مضمون میں حضرت صاحب کی اپنی تحریرات سے ثابت کر دیا ہے، کہ آپ کا دعوےٰ نبوت و رسالت کا تھا، ایسی نبوت و رسالت کا جو بغیر شریعت کے ہو۔

مولوی صاحب! آپ نے اپنے اس اشتہار کے صفحہ ۲ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا تمسخر اور مذاق اڑانا چاہا ہے، مگر مَیں کہونگا، کہ یہ شیوہ عالموں کا نہیں ہے، حضرت خلیفۃ المسیح کی عزت لاکھوں انسانوں کے دلوں میں اس حد تک ہے، جس کا آپ اندازہ نہیں کر سکتے۔ ایسے انسان سے آپ کا تمسخر اور مذاق اُڑانا کسی شریف انسان کے نزدیک مستحسن نہیں ہو سکتا۔

Digitized by Khilafat Library

ایک بات اور عرض کر دینا چاہتا ہوں، کہ مَیں آپ کو اور آپ کے ہم عقیدہ اصحاب کو صرف اس وجہ سے احمدی خیال کرتا ہوں، کہ حضرت خلیفۂ ثانی نے مجھے ایک موقعہ پر فرمایا، کہ وہ احمدی ہیں، ورنہ آپ کی جو عداوت قادیان اور احمدی جماعت سے ہے، اس کو مشاہدہ کرتے ہوئے اور حضرت مرزا صاحب کی جو تحقیر آپ کرتے ہیں، اس کے پیشِ نظر تو آپ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دشمن معلوم ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ لوگوں پر رحم فرمائے، اور حق کو سمجھنے اور قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

# حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننا کیوں ضروری ہے؟

(از جناب پیر صلاح الدین صاحب پلیڈر فیروزپور)

جب قرآن اور حدیث کے پے در پے دلائل مسیح ناصریؑ کی زندگی کے خیال کو بیخ و بن سے اکھیڑ کر پھینک دیتے ہیں، اور ایک لمبے عرصہ کی انتظار امید کی آخری کرنوں کو ناامیدی کی تاریکیوں میں بدل دیتی ہے، تو بجائے اس کے کہ انسان ایمان کو انکار پر مقدم رکھتا، اور اس شخص کو قبول کرلیتا، جو قرآن اور حدیث اور صحفِ سابقہ کے مطابق مسیح ناصریؑ کا مثیل ہو کر عین وقت پر آیا، یہ کہنے لگ جاتا ہے، کہ ہمارے پاس قرآن ہے، محمد رسول اللہ صلعم خاتم الانبیاء ہیں، ہمیں کسی نئے یا پرانے مسیح کی ضرورت نہیں۔ مسیح آسمان سے ہمارے لئے نہیں بلکہ عیسائیوں کے لئے آئیگا۔

Digitized by Khilafat Library

یہ اس قوم کی موت کا نقارہ ہے جس کے پاس سخت ضرورت پر ہدایت آئی، اور اس نے اسے ردّ کردیا۔ کیا مسیح کا آنا کوئی آسمانی بلا یا لعنت ہے، کہ وہ غیر قوموں کے لئے خاص کردی جائے، اور مسلمانوں کو اس میں سے کچھ بھی حصّہ نہ دیا جائے۔ کیا اس لئے کس قوم پر اب رحمتوں کے تمام دروازے بند ہوگئے ہیں۔ اے انکار میں جلدی کرنے والی قوم! اتنا تو سوچ، کہ اگر حضرت محمد عربی صلعم کے بعد غیر قوموں کی طرف ایسے رسول آسکتے ہیں، جو محمدی فیض سے فیضیاب نہیں، تو پھر آپؐ کی خاتمیت کیا ہوئی، اور آپ الی کافۃ النّاس کیونکر

ہوئے؟ کیا جن لوگوں کو مسیح ندا کرینگے ان کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث نہیں ہوئے؟ پس کیا خدا کا آخری پیغام ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اور ایک حصہ اس کا مسیح لے گیا، اور باقی آپ کے پاس رہ گیا۔ اور اگر مسیح نصاریٰ کو اسلام کی دعوت دے سکتے ہیں، تو ان نام کے مسلمانوں کو حقیقت اسلام کی طرف بلانے میں کیا عذر ہے۔ آخر ایک گروہ کے بُلانے سے کیا حرج لازم آجاتا ہے، جو دوسرے کو بلانے سے نہیں آتا۔ پھر سوال یہ ہے، کہ کیا وہ اس ایمان کی طرف لوگوں کو لائینگے، جو ثریا پر پہونچ چکا، یا اس کتاب کی طرف بلائینگے، جس کے متعلق رسولِ عربی صلعم نے فرمایا۔ لَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُہٗ۔ یا کیا وہ غیر قوموں کو تو حقیقی قرآن اور حقیقی ایمان دے جائینگے، اور بےچارے مسلمانوں کے پاس وہی نام کا اسلام اور رسمی قرآن باقی چھوڑ جائینگے، کیا اس "خیر امت" کے لئے دُنیا جہان کے سب شر جمع ہیں، اور کوئی بھی خیر نہیں۔ ماسوا اس کے جب وہ لوگوں کو اسلام میں داخل کرینگے، تو ان کے مطاع اور امام ہونگے یا نہیں؟ اگر نہیں، تو کیا نبی کی اطاعت اور قیادت ایک لعنت ہے، جس سے اسلام میں داخل ہونا انسان کو بچا لیتا ہے۔ اور کیا نبی سے بڑھکر بھی کوئی قوتِ قدسی کا حامل ہوگا، جو آپ کے بجائے امام بنے۔ اور اگر آپ اُن کے امام رہیں گے، تو کیا نومسلمین دوسروں سے ایک علیحدہ جماعت نہ بن گئے، اور اسلام میں افتراق نہ پیدا ہو گیا، اور ایک گروہ تو اسلام میں سے اس شخص کا مطیع ہو گیا، کہ جس کی گردن میں اطاعتِ محمدی کا طوق نہیں، اور دوسرا گروہ اپنے زمانہ کے امام کی شناخت اور اس کے فیوض سے محروم رہا، اور مطابق حدیث مَنْ مَاتَ بِغَیْرِ اِمَامٍ مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً (مسند احمد) جہالت میں مبتلاء ہو گیا۔

اور یہ کہنا کس قدر بے باکی ہے، کہ ہمارے پاس قرآن ہے، اس لئے ہمیں کسی مسیح کی ضرورت نہیں۔ کیا قرآن ہدایت کی ساری راہیں بند کر دیتا ہے۔ اور اگرچہ گمراہی اور ضلالت کے بادل چاروں طرف سے گھر آئیں، وہ اس مہدی کو جو خود اُسی کی راہوں کو زندہ کرنیوالا ہو

روک دیتا ہے؟ اور اس صادقوں کے سردار نے فرمایا تھا، کہ وہ زمانہ آتا ہے، کہ لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُہٗ وَلَا مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُہٗ (مشکوٰۃ) یعنی اسلام نام کو اور قرآن رسمی طور پر باقی رہ جائے گا۔ اور اللہ تعالےٰ نے خود قرآن میں پیشگوئی فرمائی، کہ یَارَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا۔ کہ اے میرے رب میری قوم نے اس عظیم الشان قرآن کو چھوڑ دیا۔ پس کیا ابھی مسیح کی ضرورت نہیں، جبکہ نہ قرآن باقی رہ گیا، اور نہ اسلام۔ چنانچہ اس بات کا قوم کے اکابر کھلے کھلے طور پر اعتراف کر چکے ہیں، مولانا حالی فرماتے ہیں ؎

نبوت نہ گر ختم ہوتی عرب پر کوئی ہم پہ مبعوث ہوتا پیمبر
تو ہے جیسے مذکور قرآں کے اندر ضلالت یہود و نصاریٰ کی اکثر
یونہی جو کتاب اس پیمبر پہ آتی
وہ گمراہیاں سب ہماری جتاتی

اگر قرآن مجید واقعی تمہارے پاس ہے، تو پھر بتلاؤ کہ وہ تو شِفَاءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ہے، اور تم دنیا جہان کی گندگیوں میں مبتلاء کیوں ہو؟ مسلمان آج علمی، اخلاقی اور روحانی میدانوں میں تباہ حال ہے۔ کیا (نعوذ باللہ) قرآنِ مجید میں اب وہ زور نہیں رہا، یا اس کے پاس وہ قرآن نہیں۔ یاد رکھو، قرآن مجید خود فرماتا ہے، کہ یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا ط وَمَا یُضِلُّ بِہٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ ہ کہ وہ فاسقوں کی قوم کے لئے موجبِ ضلالت ہے۔ اور فاسق کون ہے؟ سو آیت استخلاف کو پڑھو، اور غور کرو، وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ ۔ ۔ ۔ ۔ وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ (نور) یعنے جو لوگ خدا کے قائم کردہ خلفاء کا انکار کریں، وہ قطعی فاسق ہیں۔ پس اے بھائیو! اگر واقعی قرآن تمہارے پاس ہے، اور تم اس سے ہدایت حاصل

کرنا چاہتے ہو، اور گمراہ ہونا نہیں چاہتے، تو اس کی ہدایت کو قبول کرو، اور خدا کے مسیح پر ایمان لاؤ، جو خاتم الخلفاء ہے، تا فاسقوں کی قوم میں تمہارا شمار نہ ہو، اور تم گمراہ نہ ٹھہرائے جاؤ۔

Digitized by Khilafat Library

یہ مت خیال کرو، کہ چونکہ رسول کریم صلعم خاتم النبیین ہیں، اس لئے اب کسی نبی اور مسیح کی ضرورت نہیں۔ یہ خیال صرف اسی صورت میں قبول کئے جانے کے لائق تھا، کہ خدا تعالےٰ دنیا میں ایسی گمراہی کو نہ پھیلنے دیتا، جس کے متعلق کہ اس کی سنّت اسی طور پر جاری ہے کہ وہ اس کا استیصال اپنے انبیاء اور رسل کے ذریعہ کرتا ہے۔ لیکن (نعوذ باللہ) یہ کیسا رحمۃ للعالمین رسول ہے (صلے اللہ علیہ وسلم) کہ اس کے بعد گمراہی تو اس زور سے پھیل گئی، لیکن اس گمراہی سے بچانے کے لئے کوئی رہنما نہیں۔ اس تاریکی سے نکالنے کے لئے کوئی رہبر نہیں۔ واقعی رسول کریم خاتم النبیّین ہیں، اور واقعی آپ رحمۃ للعالمین ہیں، اس لئے جب بھی دُنیا میں گمراہی اپنا سر نکالتی ہے، تو آپ کی رُوحانیت جوش مار کر اپنا ایک بروز پیدا کر لیتی ہے۔ اور آپ کی رحمت تمام زمانوں پر حاوی ہے، اس لئے کوئی زمانہ آپ کے فیضان سے خالی نہیں۔ اور ہر ایک زمانہ میں آپ کا ایک کامل متبع سُبُل السلام کی طرف بلاتا ہے۔ یہ وہ رحمت ہے، جس کا وعدہ آپ نے اس اُمت کو دیا تھا، کہ إِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا۔ (ابوداؤد) یعنے خدا تعالےٰ اس اُمّت کے لئے ہر ایک صدی کے سر پر ایک مجدّد مبعُوث فرمایا کرے گا۔ پس جب گمراہی نے شدّت اختیار کی، اور اتنی بڑھی، کہ اس کی مثال پہلے زمانوں میں نہ رہی، تو آپ کی رحمت نے بھی شدّت اختیار کی اور ایسا جوش دکھلایا، جو پہلے زمانوں میں نہ دکھلایا تھا، اور جب وہ قیامت کا فتنہ اُٹھا جس سے پہلے انبیاء ڈراتے آئے ہیں، اور شیطان اپنی تمام فوجوں کے ساتھ حملہ آور ہوا، اور ایک طرف صلیبی فتنہ نے زور پکڑا، اور دوسری طرف دہریّت کا غلبہ ہوا، اور وہ تمام باتیں

ظاہر ہو گئیں، جو اس مخبر صادق نے بیان فرمائی تھیں۔ تب آپ ہی کے وعدوں کے مطابق عین صدی کے سر پر مسیح موعود ظاہر ہوا۔ لیکن وہ مسیح، مسیحِ ناصریؑ نہ تھا، جس نے فیضانِ رسالت مآب سے کچھ حصّہ نہ پایا ہو، بلکہ وہ مسیح، مسیحِ محمدیؐ تھا، جو آپ ہی کی اتباع اور آپ ہی کی پیروی سے اس مقام کو پہونچا۔ اور خدا تعالےٰ نے اسے آپ کی بدولت اور آپ کی ظلیّت میں نبوت کی خلعت عطا کی، تا یہ نہ سمجھا جائے، کہ سب سے بڑے فتنہ کے وقت اُمّتِ محمدیّہ ان بزرگ ہستیوں کے وجود سے محرُوم رہ گئی، جو کہ اس سے ادنٰے فتنوں کے موقعہ پر دوسری قوموں میں آتی رہیں، بلکہ خدا تعالےٰ نے اس شخص کو گذشتہ بعض انبیاء پر فضیلت دی، تا اُمّتِ محمدیہ کی فضیلت قائم ہو، اور دنیا دیکھ لے، کہ محمد عربی صلعم کا ایک خادم اس کمال کو پہونچ گیا، جہاں کوئی دوسرا نہ پہونچ سکا تھا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

اے لوگو! اپنے دلوں کو ٹٹولو، اور بتلاؤ کہ کیا نبی رحمت ہے، یا لعنت؟ اگر رحمت ہے تو پھر کیوں رسول کریم صلعم کے بعد اس رحمت کو بند کرتے ہو۔ بے شک اگر کوئی نبی آکر لوگوں کو قرآن جیسی کامل کتاب سے اور محمد عربیؐ جیسے کامل نور سے جُدا کرے، تو اس کا آنا خدا کے وعدوں کے خلاف اور اس کی عزّت اور تقدیس کے مخالف ہے۔ لیکن اس نبی کے ماننے میں کیا حرج ہے، جو اپنے آپ کو رسول کریم صلعم کا ایک ادنٰے خادم بیان کرے، اور کہے ؎

Digitized by Khilafat Library

وُہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

اور اسی کی راہوں کو زندہ کرے، اور اسی کی طرف بلائے، اور اسی کا کلمہ پڑھائے، اور اسی کی شریعت پر عمل کروائے، اور اسی کے قبلہ کو قبلہ بتائے۔

ہر عقلمند کو سوچنا چاہیئے، کیا کبھی بھی کوئی شخص اس لئے قابلِ ستائش ٹھہرا، کہ اُس نے آکر ایک فن کا خاتمہ کر دیا، ہمیشہ لوگ اسی کو بڑا کہتے ہیں، جس کی شاگردی میں بڑے

بڑے صاحبِ کمال پیدا ہوں۔ پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اور آپ کی شاگردی میں ان کمالات کو کیوں بند کرتے ہو، اور آپ کے لئے کیوں اس ہتک کو برداشت کر لیتے ہو، جو مانی اور بہزاد اور شیکسپیئر اور میکالے اور ذوق اور غالب وغیرہ تک کے لئے قبول نہیں کرتے۔ کیا اگر مانی اور بہزاد کے بعد آرٹ کا خاتمہ ہوجاتا، یا شیکسپیئر کے بعد ڈرامہ دنیا سے اٹھ جاتا، اور میکالے کے بعد قلم کا زور ٹوٹ جاتا، اور غالب اور ذوق کے بعد شاعری کا خاتمہ ہوجاتا، تو تم ان کی تعریف کرتے یا مذمت۔ بے شک تم مذمت ہی کرتے، کیونکہ تمہیں آرٹ اور ڈرامہ، اور شاعری وغیرہ سے رغبت ہے۔ پس اگر تمہیں خدا کی راہوں سے میل ہو، تو کبھی بھی اس کی نبوت کو بند نہ کرو، اور اگر رسولِ عربی سے سچا پیار ہو، تو کبھی بھی یہ نہ کہو، کہ آپؐ نے آکر نبوت جیسی نعمت کو ہمیشہ کے لئے بند کر دیا۔ بے شک وہ شخص تعریف کئے جانے کے قابل ہے، جو اس کمال تک پہونچ جائے، کہ پہلوں اور پچھلوں میں سے کوئی اسے حاصل نہ کر سکے۔ سو جان لو، کہ یہی معنے خاتم النبیین کے ہیں، کہ آپ نے نبوت کے وہ کمالات حاصل کئے، کہ اب کسی فرد بشر کی استطاعت نہیں، کہ ان تک پہونچ جائے۔ اور آپؐ پر نبوت اس طرح ختم ہوگئی جس طرح کہتے ہیں، کہ فلاں پر شاعری ختم ہوگئی، یا فضیلت ختم ہوگئی، یا ولایت ختم ہوگئی۔

غور کا مقام ہے، کہ کیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو پتہ نہ تھا، کہ قرآن آخری اور کامل کتاب ہے، اور آپؐ خاتم الانبیاء ہیں۔ پھر آپؐ نے اس قدر تواتر سے مسیح کے نزول کی پیشگوئی کیوں بیان فرمائی۔ اور کیوں فرمایا، کہ وہ نبی ہوگا۔ کیا یہ سب عبث تھا۔ اور یہ کیوں فرمایا، کہ كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ (بخاری) یعنی ابن مریم تم میں نازل ہوگا، اور وہ تمہارا امام ہوگا، کیا ان تمام احکام کا یہی مطلب تھا، کہ جب وہ خدا کا پیارا نازل ہو، تو مسلمان اس کی کچھ بھی پرواہ نہ کریں۔ پھر جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ كَيْفَ تَهْلِكُ اُمَّةٌ اَنَا اَوَّلُهَا وَالْمَسِيْحُ اٰخِرُهَا۔ یعنے وہ امت کس طرح ہلاک ہو سکتی ہے، جس کا اول میں ہوں، اور آخر مسیح ہے، تو کیا آپ کو معلوم نہ تھا، کہ حضور خاتم الانبیاء ہیں، اور قرآن جیسی کتاب چھوڑ چلے ہیں۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم الانبیاء ہونا اس امر کو لازم گردانتا ہے، کہ آپ کے بعد آپ کے اظلال پیدا ہوں، اور قرآن کا کامل کتاب ہونا کامل لوگوں کے وجود کو چاہتا ہے۔ جو اس کی ہدایت سے تربیت یافتہ ہوں۔ پس وہ جو رسول کریم صلعم کے اظلال کو قبول نہیں کرتا آپؐ کو

قبول نہیں کرتا اور وہ جو قرآن کی ہدایتوں کو قبول نہیں کرتا، قرآن کو قبول نہیں کرتا۔
مذہب کی اصل غرض تو یہی ہے کہ انسان اپنے رب سے اور اس کا رب اُس سے راضی ہو جائے، اور اس کے اور خدا تعالےٰ کے درمیان محبّت کے تعلّقات قائم ہو جائیں۔ اب کیا کوئی بصیرت رکھنے والا یہ سمجھ سکتا ہے، کہ کسی کی محبت عرفان کے بغیر بھی حاصل ہو سکتی ہے؟ جب دُنیا کے ادنےٰ ادنےٰ حسینوں کی محبت سے پیشتر عرفان کی ضرورت ہے، تو بھلا اس غیر فانی محبّت کو کس طرح عرفان کے بغیر ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اور جانتے ہو عرفان کیا چیز ہے؟ عرفان کسی چیز کا یہ ہے، کہ انسان اُسے دیکھ لے، اور پہچان لے۔ پس عرفان حقیقی ایمان ہے۔ اور اس کے بغیر ایمان ایک قالب بے جان ہے۔ اور خدا تعالےٰ ان خارق عادت نشانوں اور آیات سے دکھلائی دیتا ہے جو وہ اپنے بندوں کے ہاتھ پر ظاہر کرتا ہے۔ سو اگر آج بھی خدا ایسا ہی ہے جیسا کہ وہ پہلے تھا، اور اس نے آج کی مخلوق کو چھوڑ نہیں دیا، جیسا کہ اس نے پہلوں کو نہ چھوڑا تھا، تو لازم ہے کہ آج بھی اس کے نشان ظاہر ہوں جیسا کہ پہلے ہوتے تھے، تا اس کے بندے اس کے ہاتھ کو دیکھکر اس کی طرف جھکیں۔
سو اس نے اپنی زندگی کا ثبوت دینے کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کو بھیجا ہے، جیسا کہ وہ پہلوں کی طرف اپنے رسول بھیجتا آیا ہے۔ اور اس نے زمین کو اور آسمان کو نشانوں سے بھر دیا، تا لوگ اس کو دیکھیں۔ اور اس کے مامور نے تمام دُنیا کو بار ہا للکارا، کہ تم میں سے کون ہے، جو نشانوں میں میرا مقابلہ کر سکے؟

Digitized by Khilafat Library

پس اے بھائیو! آؤ خدا سے سرکشی نہ کرو، اور جب اس نے ہزارہا نشانوں سے ایک شخص کی صداقت پر مُہر لگا دی، تو اس کے فیصلہ کو قبول کر لو۔ یاد رکھو، کہ اگر ان نشانوں سے فائدہ اٹھاؤ گے، اور خدا کے سلسلہ کے ساتھ تعلّق گانٹھ لوگے، تو اُس کی محبت تمہارے دلوں میں ایک آہنی میخ کی طرح گڑ جائے گی۔ اور تمہیں دُنیا کی ہر بات میں اُسی کی محبت سب سے بہتر نظر آئے گی، اور تمہارے دل مطمئن ہونگے، اور تم اپنے رب سے اور تمہارا ربّ تم سے راضی ہو گا، اور یہی انسانی زندگی کا مقصد ہے۔

# وصیتیں

نمبر ۵۶۶۶:۔ منکہ فاطمہ بی بی بنت چوہدری نظام دین صاحب قوم سیال عمر ۶۰ سال پیدائشی احمدی ساکن جوڑا ڈاکخانہ قصور ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۳۰ $\frac{12}{39}$ حسب ذیل وصیّت کرتی ہوں۔ میری اسوقت حسب ذیل جائداد ہے۔ جس کی کل قیمت -/۱۲۰ روپے ہے۔ اول دو عدد سونے کی کانوں کی بالیاں قیمتی -/۶۰ روپے۔ دوم ساٹھ روپے نقد۔ اس کے علاوہ میری اور کوئی جائداد نہیں۔ میں اس رقم کے $\frac{1}{3}$ حصّہ کی وصیّت (۴۰ روپے) کرتی ہوں۔ میں یہ رقم اپنی زندگی میں ہی داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرد ونگی۔ میری وفات کے وقت جسقدر میری جائداد ثابت ہو، اس کے $\frac{1}{3}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی رقم اپنی زندگی میں خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیّت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ اس کے علاوہ مہر ؏ روپے ہے۔ اسکے بھی $\frac{1}{3}$ حصّہ کی وصیّت کرتی ہوں۔ الامۃ:۔ فاطمہ بی بی نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ شاہ محمد ولد چوہدری امام دین۔ گواہ شد:۔ محمد عمر ولد چوہدری عبد الستار دفتر ڈی۔سی۔ لاہور۔

نمبر ۵۶۶۲:۔ منکہ مبارکہ بیگم زوجہ سردار بشارت احمد صاحب قوم قریشی عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت $\frac{3}{34}$ ۱۸ ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ $\frac{12}{39}$ ۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد اسوقت پانصد روپیہ مہر بذمہ خاوند سردار بشارت احمد صاحب ہے جو ابھی ادا نہیں ہوا۔ میں اس رقم کے پانچویں حصّہ کی وصیّت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں۔ میری وفات کے وقت میری اَور کوئی جائداد اگر ثابت ہو، تو اسکے بھی پانچویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میں انشاء اللہ عنقریب یہ رقم ادا کرنے کی کوشش کرونگی (بقلم سردار بشارت احمد) الامۃ:۔ مبارکہ بیگم موصیہ گواہ شد:۔ سردار بشارت احمد انچارج الیکٹرک سب سٹیشن ٹانگانیکا۔ گواہ شد:۔ سردار عبد الرحمٰن بی۔اے (بحروف انگریزی) گواہ شد:۔ امۃ الحفیظ۔

نمبر ۵۶۶۴:۔ منکہ محمد الدین ولد سوارت خان قوم راجپوت پیشہ زمیندارہ عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۷ء ساکن ننگار ڈاکخانہ تھاروالی ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ

آج بتاریخ ۸ ۶/۱۳۱۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت زمین ہے جو پانچ گھماؤں ہے۔ آجکل اس کی قیمت پانچ صد روپیہ ہے۔ ایک مکان خام جس کی قیمت سو روپیہ ہے۔ ایک رأس بھینس قیمتی پچیس روپے ہے اس کے علاوہ میری کوئی آمدنی نہیں ہے۔ میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز میرے مرنے کے وقت اس کے علاوہ کوئی اور جائیداد ثابت ہو، تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ محمد الدین نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ رحمت اللہ واثق احمدی قادیان۔ گواہ شد: فضل دین بقلم خود احمدی مدرس قادیان۔

Digitized by Khilafat Library

نمبر ۵۶۶۴ :۔ منکہ محمد حسین ولد چوہدری لال خاں صاحب قوم کاہلوں جٹ پیشہ زمینداری عمر ۳۵ سال پیدائشی احمدی ساکن کھرپا ڈاکخانہ چونڈہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۷ ماہ وفا ۱۳۱۹ھش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت غیر منقولہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) زمین موازی ۴ ۱/۲ گھماؤں ہے۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ یعنی ۴ گھماؤں ۲ کنال زمین کی مالک صدر انجمن احمدیہ میرے مرنے کے بعد وارث ہوگی۔ اور میرے ورثا کو کوئی حق نہ ہوگا، کہ کوئی روک پیدا کریں، یا اس کی قیمت مقرر کر کے انجمن لے سکتی ہے۔ جو اپنی زندگی میں ادا کر دونگا۔ (۲) میرا مکان رہائشی جس کی قیمت اندازاً ۲۰۰/- روپیہ ہے۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ یعنی ۲۰/- کی وصیت کرتا ہوں۔ جو میں چار سال کے بعد ادا کر دونگا۔ انشاء اللہ تعالے۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں ہے۔ ہاں اگر میرے مرنے کے بعد کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو۔ اس کے دسویں حصہ پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ والسلام ۷ ۷/۱۳۱۹۔ العبد:۔ محمد حسین بقلم خود کھرپا۔ گواہ شد:۔ سردار خاں سفید پوش سکنہ ٹھروہ۔ گواہ شد:۔ نشان انگوٹھا برکت خاں۔ کھرپا۔

نمبر ۵۶۱۸ :۔ منکہ آمنہ بیگم زوجہ حکیم عبد اللطیف قوم اعوان عمر ۳۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۳ء ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰ ماہ ہجرت ۱۳۱۹ھش حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ (۱) مہر بذمہ خاوند مبلغ تین صد روپیہ (۲) ڈنڈیاں طلائی قیمتی مبلغ چھیاسٹھ روپے وزنی ڈیڑھ تولہ سونا (۳) تیلا وغیرہ تیلی طلائی قیمتی لعہ۱۱ وزن تین ماشہ (۴) پازیب نقرئی قیمتی اٹھارہ روپے چار آنہ۔ کل میزان معہ حق مہر تین صد پچانوے روپے چار آنے۔ میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان

کرتی ہوں۔ نیز میری وفات پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو، تو اس جائیداد کے ۱/۸ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ جو رقم میں اپنی زندگی میں ادا کر کے رسید حاصل کر لوں۔ وہ حصہ وصیت کردہ سے منہا سمجھی جائیگی۔ کاتب الحروف حکیم محمد عبداللطیف خاوند موصیہ۔ الامتہ آمنہ بیگم بقلم خود۔ گواہ شد:۔ مہدی حسین خادم المسیح۔ گواہ شد۔ عبدالعزیز احمدی عزیز منزل قادیان۔

نمبر ۵۶۷۱:۔ منکہ عبدالقادر ولد میاں محمد عبداللہ صاحب قوم بھٹی پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن گوجرانوالہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۱ ۱۳۱۹ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری ذاتی جائیداد کوئی نہیں ہے۔ میں اس وقت قلعہ میگزین راولپنڈی میں بمشاہرہ ۳۷/- روپے بطور کلرک ملازم ہوں۔ جس پر میرا گذارہ ہے۔ میں اپنی آمدنی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور اقرار کرتا ہوں، کہ اپنی آمد مذکورہ کا ۱/۱۰ حصہ بمد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میری وفات کے بعد جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ مرقومہ ۱۲/ جولائی سنہ ۱۹۴۰ء۔ ۲۱ ماہ وفا ۱۳۱۹ ہش۔ العبد: عبدالقادر بقلم خود موصی۔ حال کلرک آرسنل راولپنڈی۔ گواہ شد: کرم الہی کلرک آرسنل۔ گواہ شد: محمد عبداللہ اپر ڈویژن اسسٹنٹ آرسنل راولپنڈی۔

نمبر ـــ:۔ منکہ ابو محمد عبداللہ ولد چوہدری عطر دین صاحب قوم جٹ باجوہ پیشہ زمینداری عمر تخمیناً ۵۰ سال تاریخ بیعت سنہ ۱۸۹۷ء ساکن کھیوہ باجوہ ڈاکخانہ کلاسوالہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۹/ جون سنہ ۱۹۴۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد منقولہ قیمتی پانچسو روپیہ اور غیر منقولہ موضع کھیوہ میں اراضی ملکیت ورہن قیمتی پانچسو روپیہ موضع میاں رحیمہ اراضی مرہونہ قیمتی ایک سو روپیہ موضع جیون ڈھلون میں خود اراضی پیدا کردہ قیمتی چھ ہزار روپیہ اور اس کے علاوہ ضلع منٹگمری میں میرے قبضہ میں ایسی اراضی ہے۔ جس کی مالک سرکار ہے کچھ زمین سرکار سے مجھکو بطور عطیہ ملی ہوئی ہے۔ اور باقی اراضی میرے فرزندوں نے میرے نام پر خریدی ہوئی ہے۔ اس تمام اراضی کے متعلق بجز از منظوری صاحب کلکٹر بہادر ضلع منٹگمری میں وصیت نہیں کرسکتا۔ اب میں نے اپنے بیٹوں سے تمام باتوں کا لحاظ رکھکر فیصلہ کیا ہے، کہ تمام اراضی اور مکانات موضع کھیوہ باجوہ کی قیمت اکیس ہزار روپیہ سمجھی جاوے۔ اس تمام جائیداد کے ساتویں حصہ کی قیمت تین ہزار روپیہ ہے بوقت موجودہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ آمدنی کا دسواں حصہ بھی ادا کرتا رہونگا۔ اگر موجودہ جائداد کے

سواء میرے مرنے کے وقت اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کا حصہ بھی وصیت میں شمار ہوگا
مَیں مبلغ تین ہزار روپیہ اپنی زندگی میں ادا کرنے کی کوشش کرونگا۔ جس قدر ادا ہو سکا وہ مجرا ہوگا
اور اگر ادا نہ کر سکا تو میرے مرنے کے بعد میرے ورثا اس کے ادا کرنے کے ذمہ دار ہونگے:
العبد:۔ ابو محمد عبد اللہ ولد چوہدری عطر دین صاحب بقلم خود۔ گواہ شد:۔ عبد الرحمٰن پسر موصی۔ گواہ شد
غلام قادر پسر موصی۔ گواہ شد:۔ محمد خاں پسر موصی:

نمبر ۵۶۲۰:۔ منکہ فضل الرحمٰن ولد حاجی عبد الرحمٰن قوم کھوکھر راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۱۳ سال
پیدائشی احمدی ساکن بھیرہ محلہ معماراں ضلع شاہ پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ
۲۹ $\frac{۴}{۱۳۱۹}$ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت صرف ایک مکان سہ منزلہ واقعہ محلہ
معماراں شہر بھیرہ ہے۔ جس میں ہم چار بھائی حصہ دار ہیں۔ اس کی موجودہ قیمت اندازاً -/۸۰۰
روپے میری دانست میں ہے۔ جو حالات کے ماتحت کم و بیش ہو سکتی ہے۔ لیکن میرا گذارہ اس
جائیداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت مبلغ -/۲۲ روپے ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی
ماہوار آمد کا $\frac{۱}{۱۰}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن
احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں، کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے $\frac{۱}{۱۰}$ حصہ کی
مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ
صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کروں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ لہذا یہ
وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان لکھدی، کہ سند رہے۔ العبد:۔ فضل الرحمٰن موصی حال مدرس
مڈل سکول سالم ضلع شاہ پور۔ گواہ شد:۔ فیض احمد انسپکٹر بیت المال۔ گواہ شد:۔ غلام رسول
احمدی۔ سالم۔

Digitized by Khilafat Library

نمبر ۵۶۶۵:۔ منکہ محمد رفیق ولد چوہدری علی بخش صاحب نمبردار قوم اعوان پیشہ ملازمت
عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن بھڑتھانوالہ ڈاکخانہ کوٹلی لوہاراں مغربی تحصیل سیالکوٹ بقائمی
ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷ ارماہ وفا ۱۳۱۹ھش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔
میری اسوقت کوئی غیر منقولہ جائداد نہیں۔ میرا گذارہ صرف ملازمت پر ہے جس کی ماہوار آمد صرف
-/۵۴ روپے ہے میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان اس ماہوار آمد کے دسویں حصہ کی وصیت کرتا ہوں
جو میں باقاعدہ ادا کرتا رہونگا۔ اور اگر میری زندگی میں یا وفات کے وقت کوئی جائداد ثابت ہو، تو
اسکے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ محمد رفیق ساکن بھڑتھانوالہ حال کلرک

آئی - ایس - پی سیکشن ہیڈ کوارٹر بیس ۱ سپلائی ڈیپو انبالہ چھاؤنی - گواہ شد :- خواجہ نظام دین ہیڈ بیکر گورنمنٹ بیکری انبالہ چھاؤنی - گواہ شد :- مرزا بشیر احمد بیکر ٹری انبالہ چھاؤنی -

نمبر ۵۶۶۹ :- منکہ عزیز الدین حکیم ولد ماہنے شاہ حکیم قوم اگھوتر پیشہ طبابت عمر اندازاً ساٹھ سال تاریخ بیعت ۱/۲۲ ساکن رتوچک حال قادیان دار السعۃ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۷/۱۶/۱۹ حسب ذیل وصیّت کرتا ہوں - چونکہ میرے پاس یکصد روپیہ تھے - وہ رقم میں نے اپنے لڑکے محمد حسین کو قرض دیدی ہے - اس رقم کے ۱/۱۰ حصّہ کی وصیّت کرتا ہوں - اسکے علاوہ میرے پاس اور کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے - نیز میری اوسط ماہوار لبطور پیشہ طبابت جو اندازاً دس روپے ماہوار ہے اسکے ۱/۱۰ حصّہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں - اور بوقت وفات اگر میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو، تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - العبد حکیم عزیز دین بقلم خود - دار السعۃ - گواہ شد :- محمد حسین مدرس پسر موصی - گواہ شد :- قاضی غلام نبی مدرس محلہ دار الصحّت -

Digitized by Khilafat Library

نمبر ۵۶۲۸ :- منکہ عبد الرشید ولد میاں چراغدین صاحب قوم چوغطہ گورنمنٹ پنشنر عمر ۶۵ سال تاریخ بیعت سنہ ۱۸۹۸ء ساکن لاہور مبارک منزل حال چوک فرید امرتسر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۶ ماہ ہجرت سنہ ۱۳۱۹ھش حسب ذیل وصیّت کرتا ہوں - میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں اسوقت میری ماہوار آمد ایک سو پچاس روپے ہے، جو مجھے عارضی ملازمت کے سلسلہ میں مل رہی ہے - علاوہ ازیں میں تین صد روپے ماہوار کا سرکاری ملازم تھا - چونکہ میری پنشن کا معاملہ زیر غور ہے اس لئے فی الحال اس صحیح رقم بتانے سے معذور ہوں - بعد منظوری پنشن نظامت بہشتی مقبرہ کو مطلع کر دیا جائے گا - میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا - میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائیداد ثابت ہو - اس کے دسویں حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - العبد :- عبد الرشید بقلم خود ریٹائرڈ چیف ڈرافسمین امرتسر حال معرفت انجمن احمدیہ راولپنڈی - گواہ شد :- محمد عبد اللہ اپر ڈویژن اسسٹنٹ آرسنل راولپنڈی - گواہ شد :- محمود احمد پسر موصی ؛

---

**نوٹ** :- وصیتیں اس لئے شائع کی جاتی ہیں، کہ اگر کوئی غلطی ہو، تو اس کی تصحیح کرالیں ؛

# ویدوں میں احمدؐ اور قادیان

## ایک دلچسپ مناظرہ

مولانا ناصر الدین عبد اللہ صاحب مولوی فاضل، کاویہ تیرتھ، وید بھوشن، پروفیسر جامعہ احمدیہ قادیان سات سال تک بنارس میں سنسکرت اور وید پڑھکر آئے ہیں۔ آپ نے اتھروید سے ایک پیشگوئی نکالی ہے، جس میں ایک رشی احمد نام کی آمد کا ذکر ہے اس رشی کا مقام قدون یعنی قادیان بتایا گیا ہے۔ چند روز ہوئے پنڈت ترلوک چند صاحب شاستری آریہ سماجی نے مولوی صاحب موصوف سے اس پیشگوئی پر تحریری مناظرہ کیا، جس کے پرچے ایک بڑے مجمع میں سنائے گئے۔ اب یہ پرچے افادہ عام کے لئے ایک رسالہ کی شکل میں شائع کئے گئے ہیں، یہ بحث علمی اعتبار سے بہت دلچسپ ہے۔

Digitized by Khilafat Library

رسالہ کے شروع میں حضرت میر محمد اسحٰق صاحب فاضل کا جو اس مناظرہ کے صدر تھے، دیباچہ ہے، جس میں اس بحث پر تبصرہ ہے۔ ایک رسالہ کی قیمت ۲ دو آنے، پچیس کی تین روپے، پچاس کی پانچ روپے۔ اور سو کی نو روپے ہے۔ ہندو اصحاب میں تقسیم کرنے کے لئے آج ہی خط لکھکر طلب فرمائیں۔ بہت تھوڑی تعداد میں چھاپا گیا ہے۔

**مکتبہ احمدیہ قادیان**